www.KitaboSunnat.com

اہل بیت - فضائل وحقوق

تالیف

ثناراحمد محمد مستقیم سنابلی، مدنی

عمید

جامعہ اسلامیہ سنابل، نئی دہلی

ناشر

مجمع الشیخ عبدالحمیدالرحمانی

للبحوث العلمیة الإسلامیة

نئی دھلی ۱۱۰۰۲۵

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

library@mohaddis.com

www.KitaboSunnat.com

اہل بیت-فضائل وحقوق

تالیف

ثاراحمد محمد مستقیم سنابلی، مدنی

عمید
جامعہ اسلامیہ سنابل، نئی دہلی

ناشر
مجمع الشیخ عبدالحمیدالرحمانی
للبحوث العلمیة الإسلامیة
ابوالکلام آزاد اسلامک اویکننگ سنٹر
۴؍جوگابائی، جامعہ نگر، نئی دہلی۔۱۱۰۰۲۵

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

© جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں۔

سلسلۂ مطبوعات (٣٥)

نام کتاب : اہل بیت-فضائل وحقوق

نام مؤلف : نثار احمد محمد مستقیم سنابلی، مدنی

سال طبع : جمادی الاولی ١٤٣٧ھ-فروری ٢٠١٦ء

تعداد : پانچ سو

صفحات : ١١٠

کمپوزنگ : مولانا محمد احمد مرتضی حسین سنابلی

مطبع : جے.کے.آفسیٹ پرنٹنگ پریس، دہلی

ناشر : مجمع الشیخ عبدالحمید الرحمانی للبحوث العلمیۃ الاسلامیہ، جوگابائی، نئی دہلی۔٢٥

ملنے کے پتے:

١۔ مجمع الشیخ عبدالحمید الرحمانی للبحوث العلمیۃ الاسلامیہ، جوگابائی، نئی دہلی۔٢٥

٢۔ جامعہ اسلامیہ سنابل، مقابل کالندی کنج، ابوالفضل انکلیو، جامعہ نگر، نئی دہلی۔٢٥

٣۔ دفتر ماہنامہ التبیان روم نمبر ٨، کیمپس جامعہ اسلامیہ سنابل، نئی دہلی۔٢٥

انتساب

میں اپنی اس حقیر کاوش کو اپنے مشفق والدین اوران اساتذۂ کرام کے نام منسوب کرتا ہوں جو کتاب وسنت اور منہج اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نشرواشاعت اوران کے دفاع میں ہمیشہ سینہ سپر رہے اور جن کی خصوصی شفقت وعنایت سے مجھ جیسے بے علم اورسیہ کار کو قلم پکڑنے اور مافی الضمیر کوادا کرنے کا ادنی سلیقہ آیا اور کتاب وسنت اور منہج صحابہ رضی اللہ عنہم سے عقیدت ومحبت اوراہل بیت کے احترام وتوقیر کا جذبہ پیدا ہوا۔ جزاهم الله خيرا وأحسن الجزاء.

نثار احمد محمد مستقیم سنابلی، مدنی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فہرست

عرض ناشر ۷
تقدیم ۹
عرض مؤلف ۱۵
باب اول: اہل بیت کا مفہوم اوران کا مقام ومرتبہ ۲۰
فصل اول: اہل سنت و جماعت کے یہاں اہل بیت کا مفہوم: ۲۰
۱۔ اہل بیت کا معنی ومفہوم ۲۱
۲۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت کون ہیں؟ ۲۲
۳۔ کیا ازواج مطہرات اہل بیت میں داخل ہیں؟ ۲۳
۴۔ کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے موالی وغلام بھی اہل بیت میں شامل ہیں؟ ۲۵
فصل دوم: اہل بیت کا مقام اوران کے سلسلہ میں امت مسلمہ کے عقائد ونظریات: ۲۶
۱۔ اہل بیت کے فضائل ومناقب ۲۶
۲۔ اہل بیت سے متعلق اہل سنت و جماعت کا عقیدہ ۲۸
۳۔ اہل بیت کی جانب جھوٹی نسبت-ایک وضاحت ۳۱
۴۔ روافض کے یہاں اہل بیت کا تصور ۳۲
۵۔ روافض کے سلسلہ میں ان کے اہل بیت کا موقف ۳۵
فصل سوم: صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اوران کا مقام ومرتبہ ۴۱
باب دوم: اہل بیت اورصحابۂ کرام کے مابین تعلقات کے چند انوکھے مظاہر ۴۹
فصل اول: اہل بیت اورصحابۂ کرام کے مابین ثناخوانی اورحسن سلوک: ۵۳
۱۔ صحابۂ کرام کے حق میں اہل بیت کی ثناخوانی ۵۳

۲۔ اہل بیت کے حق میں صحابۂ کرام کی ثناخوانی ۵۷
فصل دوم: رشتۂ ازدواج ومصاہرت: ۶۳
۱۔ اہل بیت اورآل ابی بکر کے مابین عقد ومصاہرت ۶۵
۲۔ اہل بیت اورعمر فاروق رضی اللہ عنہ کے درمیان ازدواج ومصاہرت ۶۸
۳۔ اہل بیت اورآل عثمان کے مابین رشتہ داریاں ۶۹
فصل سوم: صحابۂ کرام کے نام پراہل بیت کا اپنی اولاد کے نام رکھنا: ۷۰
۱۔ اہل بیت کا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے نام پراپنے بچوں کے نام یا کنیت رکھنا ۷۳
۲۔ اہل بیت کا عمر رضی اللہ عنہ کے نام پراپنے بچوں کے نام رکھنا ۷۴
۳۔ اہل بیت کا عثمان رضی اللہ عنہ کے نام پراپنے بچوں کے نام رکھنا ۷۵
۴۔ اہل بیت کا عائشہ رضی اللہ عنہا کے نام پراپنی بچیوں کے نام رکھنا ۷۶
فصل چہارم: اہل بیت اورصحابۂ کرام کا ایک دوسرے کے فضائل میں وارد حدیثوں کی روایت کرنا: ۷۷
۱۔ صحابۂ کرام کے فضائل میں اہل بیت کی بعض روایتیں ۷۸
۲۔ اہل بیت کے فضائل میں صحابۂ کرام کی بعض روایتیں ۸۰
باب سوم: آخری زمانہ میں اہل بیت کے چشم وچراغ امام مہدی کا ظہور-ایک حقیقت پسندانہ جائزہ ۸۲
فصل اول: امام مہدی: امت مسلمہ کی ایک متنازع فیہ شخصیت: ۸۴
۱۔ مہدی کی لغوی واصطلاحی تعریف ۸۴
۲۔ تصور مہدی-ایک سرسری جائزہ ۸۴
۳۔ وہ حضرات جنہوں نے خوداپنے بارے میں مہدی ہونے کا دعوی کیا ہے ۸۵
۴۔ وہ حضرات جن کے بارے میں مہدی ہونے کا دعوی کیا گیا ہے ۸۷
۵۔ چند مشہور علماء جنہوں نے مہدی کا انکار یا ان کی بابت تردد کا اظہار کیا ہے ۸۷

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۶۔ مہدی کے سلسلہ میں کچھ شبہات اور ان کی حقیقت ۸۸
فصل دوم: مہدی علیہ السلام محدثین کی نگاہ میں: ۸۹
۱۔ مہدی سے متعلق ثابت شدہ احادیث وآثار ۸۹
۲۔ وہ محدثین جنھوں نے مہدی سے متعلق روایتوں کے متواتر ہونے کا حکم لگایا ہے ۹۰
۳۔ چند مشہور محدثین جنھوں نے خصوصی طور پر مہدی کے موضوع کا اہتمام کیا ہے ۹۰
۴۔ کچھ باتیں عصر حاضر میں مہدویت کے دعوے داروں سے ۹۱
فصل سوم: امام مہدی کا مختصر تعارف: ۹۲
۱۔ نام ونسب ۹۲
۲۔ حلیہ اور خدوخال ۹۴
۳۔ روشن وتابناک دور ۹۴
۴۔ فیضان باری تعالی اور لطف الٰہی کا نزول ۹۶
۵۔ خانۂ کعبہ میں امام مہدی کی بیعت ۹۹
۶۔ امام مہدی کی اقتداء میں عیسی علیہ السلام کی ادائیگی صلاۃ ۱۰۰
باب چہارم: امت پر اہل بیت کے حقوق ۱۰۱
فصل اول: حق محبت وولایت ۱۰۲
فصل دوم: حق دفاع اور غلو وجفا کی بنیاد پر اہل بیت کی جانب منسوب تہمتوں کا ازالہ ۱۰۴
فصل سوم: اہل بیت کے حق میں دعا کی مشروعیت ۱۰۶
فصل چہارم: مال غنیمت اور مال فے میں اہل بیت کے پانچویں حصہ کی تعیین ۱۰۶
فصل پنجم: عرب وعجم کے تمام انساب سے زیادہ اہل بیت کے نسب کی افضلیت کا یقین واعتقاد ۱۰۸
فصل ششم: اہل بیت کے لئے زکاۃ وصدقات کی حرمت ۱۰۸
خاتمہ ۱۱۰

☆☆☆

عرض ناشر

الحمدللّٰہ رب العالمين والصلاة والسلام علی رسوله محمد وعلی آله وأصحابه أجمعين.

اہل تشیع اور روافض کو علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے اب سے صدیوں پہلے مسلمانوں کے لئے یہود ونصاری سے زیادہ نقصان دہ قرار دیا تھا مختلف ادوار میں ان کی جانب سے اسلام اور اہل اسلام کے لئے نئے نئے حربے اور ہتھکنڈے استعمال کرنے اور نئی نئی سازشیں رچنے کے نتیجہ میں آج یہ ایک بین الاقوامی خطرہ کی شکل اختیار کر چکے ہیں اور اسلام دشمن طاقتوں سے اعلانیہ یا در پردہ مل کر اہل توحید کے ساتھ بالخصوص اور تمام مسلمانوں کے ساتھ بالعموم سازشیں رچنے کی جسارت کر رہے ہیں۔ ان کا بنیادی ہدف حرمین شریفین ہے جہاں توحید اور اتباع رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا غلبہ ان کو بالکل راس نہیں آتا۔

شیعہ حضرات نے ہمیشہ اہل بیت سے عقیدت ومحبت کا ڈھنڈھورا پیٹا ہے لیکن اگر گہرائی کے ساتھ دیکھا جائے تو ان کا محبت اور لگاؤ کا یہ دعوی جھوٹا ہی ہے، اپنی ہواپرستی کے نتیجہ میں وہ اہل بیت کے بہت سے عظیم صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین پر لعن طعن بھی کرتے ہیں۔ جب کہ دوسری جانب اپنے اعتبار سے بعض اہل بیت کو اتنا اونچا مقام دے دیتے ہیں کہ مبالغہ کی انتہا ہو جاتی ہے۔ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے علاوہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دوسری بیٹیوں پر یہ اتہام کہ وہ آپ کی بیٹیاں ہی نہیں تھیں۔ امہات المومنین سے متعلق قرآن مجید کی وضاحت کے باوجود انہیں اہل بیت میں شمار نہ کرنا بلکہ ان پر اتہامات تک عائد کرنا، حقیقت یہ ہے کہ کوئی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بھی عقل سلیم رکھنے والا انسان رافضی ہو ہی نہیں سکتا۔

برادر عزیز مولانا نثار احمد سنابلی، مدنی حفظہ اللہ عمید کلیۃ الشریعہ جامعہ اسلامیہ سنابل نے اہل بیت اور ان کے فضائل وحقوق سے متعلق یہ کتابچہ مرتب کیا ہے۔ موضوع اور حالات کے لحاظ سے یہ بہت اہمیت کا حامل ہے۔ مسلمانوں کو آج کے دور میں سنی-شیعہ اتحاد کے نام پر گمراہ کرنے کی کوششیں کی جارہی ہیں اس لئے شیعوں کی حقیقت سے مسلمانوں کو واقف ہونا چاہئے تاکہ ان کے خطرناک فتنوں سے بچنا ممکن ہو سکے۔ بدقسمتی سے اس تقارب کی بات ہمارے کچھ سنی بھائیوں کی جانب سے اکثر آتی رہتی ہے اور بعض افراد تو اسے اپنا دینی فریضہ سمجھتے ہیں۔ امید کہ اس کتابچہ کو پڑھنے والے اس سے نصیحت حاصل کریں گے اور برادر عزیز شیخ نثار احمد مدنی حفظہ اللہ کی یہ کاوش ان کے لئے ثواب دارین کا باعث بنے گی۔ إن شاء اللہ۔

مجمع الشیخ عبدالحمید الرحمانی للبحوث العلمیة الإسلامیة کی یہ ایک تازہ ترین پیشکش ہے، اس سے پہلے بھی اس کی کئی مطبوعات قارئین سے داد تحسین حاصل کر چکی ہیں، امید ہے کہ مجمع کی یہ طباعت بھی لوگوں کے لئے مفید ثابت ہوگی۔

اللہ رب العالمین مسلمانوں کو حق کی پہچان کرنے اور اس پر عمل کرنے نیز باطل کو سمجھنے اور اس سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

محمد رحمانی سنابلی، مدنی
صدر ابوالکلام آزاد اسلامک اویکننگ سنٹر، نئی دہلی۔
ورئیس
جامعہ اسلامیہ سنابل، نئی دہلی

تقدیم

رافضیت اپنے جدید پیراہن میں

عصر حاضر میں عالم اسلام کو جو فتنے درپیش ہیں، ان میں سب سے بڑا فتنہ رفض وتشیع کا ہے۔ ایران میں شیعی انقلاب کے بعد اس فتنہ نے ہمہ گیر شکل اختیار کر لی ہے۔ سیاسی سطح پر اس کی ریشہ دوانیاں بڑھتی جارہی ہیں اور شیعی فکر کے جراثیم عام ہوتے جارہے ہیں۔ کئی ایک مسلم ممالک اس فکر کے نشانے پر ہیں اور ایسا لگتا ہے کہ ایران دینی وثقافتی غلبہ کے لیے سنی دنیا میں موجود تمام رخنوں کا بڑی ہوشیاری سے استعمال کر رہا ہے۔ انٹرنیٹ پر جائیں تو وہاں ہر مذہبی سائٹ پر اس کے باطل افکار وخیالات کثرت سے دکھائی دیتے ہیں۔ ایران کے دینی اداروں میں دنیا کے تمام ممالک کے طلبہ موجود ہیں، جن کی کفالت سرکاری سطح پر کی جاتی ہے اور شیعی افکار کے سانچہ میں ڈھال کر انھیں ان کے ملکوں میں بھیجا جاتا ہے۔ ایک طرف یہودیت اور عیسائیت کے گٹھ جوڑ سے مسلم ممالک آزمائشوں میں گھرے ہوئے ہیں تو دوسری طرف شیعیت نے ان کی دینی ثقافت کو مشکوک کرنے کی مہم چھیڑ رکھی ہے۔ حیرت کی بات یہ ہے کہ یہ سب کچھ پیغمبر اسلام اور ان کے خانوادۂ عالی وقار کے نام سے کیا جارہا ہے۔ سنی دنیا کے اہل بدعت اور اہل تصوف سے ان کا یارانہ روز اول سے رہا ہے، ادھر بعض نام نہاد اسلامی تحریکیں بھی ان کی ہم نوائی کر رہی ہیں۔ سیاسی غلبہ پانے کے لیے ایران کے شیعی انقلاب کو ایک ماڈل کے طور پر دیکھا جارہا ہے اور بعض ناعاقبت اندیش اسکالرس یہ بھی کہتے ہیں کہ کسی ملک میں اگر اسلام کی حکمرانی ہے تو وہ صرف ایران ہے۔ خمینی کے ذریعہ لائے گئے ایرانی انقلاب کے بعد ان کی اسلام کی سیاسی تعبیر اپنے آغاز میں بڑی پرکشش نظر آرہی تھی اور استعماری قوتوں کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ستائے ہوئے لوگ اس تعبیر کو اپنی تمام محرومیوں کا مداوا سمجھ رہے تھے لیکن جب یہ تعبیر مکمل شرح وبسط کے ساتھ سامنے آئی تو یہ حقیقت آشکارا ہوئی کہ اسلام کے بنیادی عقائد اور اہم عبادات کی ان کے یہاں بہت زیادہ اہمیت نہیں ہے بلکہ اصل چیز اسلام کا سیاسی تفوق اور برتری ہے خواہ وہ کسی بھی طرح حاصل ہو۔ امت کی نوجوان نسل جسے اسلام کی اساسیات کا ادراک نہیں تھا، بڑی تیزی سے ان نعروں کی طرف لپکی اور دیکھتے دیکھتے دین کی غلط تعبیر وتشریح کا شکار ہوگئی۔ عالم اسلام میں سیاسی کشمکش کا آغاز ہوا اور معصوم ذہنوں کا اسلام کے دشمنوں نے بڑی چالاکی سے استعمال کیا۔ آج جس دہشت گردی اور تشدد کا سنگین الزام اسلام اور مسلمانوں پر عائد کیا جارہا ہے، اس کا موقع ہمارے جذباتی نعروں نے فراہم کیا ہے۔ دین پسندوں اور مسلم حکمرانوں کے درمیان جو کشمکش ہم دیکھ رہے ہیں، اس کا پس منظر یہی ہے۔ یہ ایک ایسا عذاب ہے جس میں عالم اسلام گھرا ہوا ہے۔ اللہ ہی کو معلوم ہے کہ کب اس عذاب سے ہمیں نجات ملے گی اور ہم دنیا کے سامنے اسلام کی صحیح تصویر پیش کرنے کے قابل ہوسکیں گے۔

رہا سوال رافضیت کا تو یہ روز اول سے اہل اسلام اور عالم اسلام کے لیے آزمائش بنی رہی ہے۔ ابتدا میں بڑے معصوم انداز میں اس نے اہل بیت کی محبت کا نعرہ بلند کیا اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی سے محبت اور آپ کے خانوادہ سے عقیدت رکھنے کی وجہ سے بہت سے سیدھے سادھے مسلمان اس کے بہکاوے میں آگئے۔ سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد بعض ایسے سیاسی حالات پیدا ہوئے جن میں یہ خودرو پودا ایک تناور درخت کی شکل اختیار کرگیا۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی شہادت اور اس کے بعد واقعۂ کربلا نے غلط فہمیوں میں مزید اضافہ کیا اور ایک ایسا گروہ وجود میں آگیا جو خلفائے بنوامیہ کے خلاف خفیہ تحریکیں چلاتا رہا اور اس کے لیے اس نے اہل بیت کے بعض بزرگوں کا اپنے مذموم مقاصد کی تکمیل کے لئے بہت غلط استعمال کیا۔ اس گروہ کو امید تھی کہ خلفائے بنوامیہ کی تصویر خراب کرنے کے بعد زمام اقتدار اس کے ہاتھ میں آجائے گی لیکن بنوعباس اس سے سبقت لے گئے اور منصب خلافت انھیں حاصل ہوگیا۔ اپنی حیثیت منوانے کے لیے اس گروہ

نے اب آہستہ آہستہ جمہور اہل سنت سے دین کے بعض اہم امور میں اختلاف شروع کیا اور جس سازشی گروہ نے سیاسی طالع آزمائی کے لیے میدان میں قدم رکھا تھا، اب وہ ایک مکتبۂ فکر کی شکل اختیار کرگیا۔ اس مکتبۂ فکر نے دین اسلام کی تصویر بدل دی اور اہل سنت کی عداوت اور دشمنی میں اساسیات اسلام کی اپنی مرضی سے تشریح کی۔ اب صورت حال یہ ہے کہ قرآن، جو اللہ کا آخری صحیفۂ ہدایت ہے، اس لیے نعوذ باللہ ناقص ہے کہ اس کی تدوین کا آخری اور حتمی کام صدیق اکبر اور عثمان ذی النورین رضی اللہ عنہما کے ہاتھوں مکمل ہوا۔ بعض شیعی روایات میں یہ بات بھی مذکور ہے کہ قرآن کے مزید دس پارے ہیں جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا پر وحی کی شکل میں نازل ہوئے تھے اور جن کی کتابت سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمائی تھی۔ اپنی خفت مٹانے کے لیے یہ عقیدہ بھی وضع کیا گیا کہ یہ دس پارے ہمارے معصوم ائمہ کے پاس تھے اور امام غائب کے ساتھ پردۂ خفا میں چلے گئے۔ قیامت کے قریب جب ان کا ظہور ہوگا تب دنیا کے سامنے یہ دس پارے آئیں گے۔ اپنے اصول تقیہ کے ذریعہ بعض شیعی اسکالرس اس بات سے انکار کرتے ہیں لیکن آج تک انھوں نے اپنے ان محدثین پر جرح نہیں کی جن کی مرتّبہ شیعی کتب احادیث میں یہ روایات موجود ہیں۔ یہ کتابیں آج بھی متداول ہیں اور قوم میں معتبر ومستند سمجھی جاتی ہیں۔

اسلامی شریعت کے دوسرے بنیادی ماخذ حدیث وسنت کے بارے میں شیعی فکر عجیب تضادات کا شکار ہے۔ بات جب اہل بیت کے فضائل ومناقب کی آتی ہے تو اس فکر کے حامل مصنفین اہل سنت کی مرتبہ کتب حدیث سے وہ تمام روایات قبول کرلیتے ہیں جو ان کے خیال میں خانوادۂ نبوت کی فضیلت بیان کرتی ہیں۔ اس معاملہ میں ان کی فراخ دلی یہاں تک بڑھی ہوئی ہے کہ ضعاف وموضوعات تک کو قبول کرنے میں کوئی تردد محسوس نہیں کرتے بلکہ انھوں نے کئی موسوعات ایسی شائع کی ہیں جن میں صرف اہل سنت کے مصنفین کی ذکر کردہ روایات ہیں اور اس سے وہ ثابت یہ کرنا چاہتے ہیں کہ ہمارے مخالفین نے بھی ہمارے ائمہ کے سلسلہ میں اس نوع کی روایات ذکر کی ہیں، لیکن جن اصحاب رسول پر وہ اہل بیت کے ساتھ ظلم وزیادتی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کرنے کا سنگین الزام عائد کرتے ہیں، ان کے سلسلہ میں وارد فضائل ومناقب کو کوئی وزن نہیں دیتے بلکہ ان کی اپنی کتابوں میں جو روایات موجود ہیں، ان سے بھی چشم پوشی کر جاتے ہیں۔ فن حدیث کے کسی اصول کی ان کے یہاں کوئی اہمیت نہیں ہے۔ بلکہ اہل سنت کے جن مصنفین کے حوالوں سے اپنی کتابیں مدلل کرتے ہیں، انھیں مصنفین پر دوسرے لمحہ یہ الزام بھی لگاتے ہیں کہ انھوں نے اہل بیت کی روایات نقل کرنے میں جانب داری کا ثبوت دیا ہے۔ حدیث وسنت کے باب میں ان کے تضادات پڑھ کر ایک شخص کئی طرح کے شبہات میں گرفتار ہو جائے گا اور اسلام کے دوسرے بنیادی ماخذ کے بارے میں اس کا ایمان وعقیدہ متزلزل ہو جائے گا۔

شیعی فکر میں اہل بیت اور ائمۂ معصومین کی جو تصویر نظر آتی ہے، اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ سلسلۂ نبوت ابھی ختم نہیں ہوا بلکہ وہ جاری ہے اور آخری امام کے ظہور تک جاری رہے گا۔ چنانچہ نبوت کی عصمت کا جو عقیدہ اہل سنت کا ہے، وہی بلکہ اس سے بڑھ کر عقیدہ ائمہ کی عصمت اور ان کے تقدس کا ہے۔ یہ بھی دیکھا جا سکتا ہے کہ آخری نبی کی بعثت دنیا کے تمام انسانوں کی ہدایت کے لیے نہیں بلکہ اہل بیت اور ائمۂ معصومین کی عظمت اور ان کا مقام بلند اور واضح کرنے کے لیے ہوئی تھی۔ ائمہ کی عصمت ثابت کرنے کے لیے شیعی فکر میں جن روایات کا سہارا لیا گیا ہے، ان کو پڑھ کر یہ اندازہ ہوتا ہے کہ اول وآخر صرف ائمۂ معصومین ہیں۔ شیعی فکر میں اصحاب رسول کو جس طرح نشانہ بنایا گیا ہے اور جس طرح انھیں دنیا دار اور اقتدار کا بھوکا ثابت کرنے کی مذموم کوشش کی گئی ہے، وہ خود آخری نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے وظیفۂ نبوت، تعلیم کتاب وحکمت اور تزکیۂ نفس پر سوالات کھڑے کر دیتی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ۲۳ رسال تک اپنے جن ساتھیوں کی تربیت فرمائی، وہ نعوذ باللہ اس قدر ناقص اور کمزور تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد چند ایک کو چھوڑ کر باقی سب ارتداد کا شکار ہو گئے اور جاہلیت کی طرف لوٹ گئے۔ قرآن مجید میں اصحاب رسول کے جو فضائل بیان کیے گئے ہیں، شیعی فکر میں ان کی عجیب وغریب

توجیہ بلکہ باطل تاویلات کی گئی ہیں۔ اسلام نے مساوات اور عدل وانصاف کے جو اصول دیے ہیں اور سماج کو اپنے ان اصولوں کی روشنی میں جو ہدایات جاری کی ہیں، وہ سب بے معنی بن جاتی ہیں۔ ایسا لگتا ہے کہ۔ نعوذ باللہ۔ اللہ نے دنیا پر کسی خاص گروہ کو مسلط کر دیا ہے اور باقی دوسرے لوگوں کی ذمہ داری صرف یہ ہے کہ ان کے سامنے سر تسلیم خم کیے رہیں۔ کیا اس فکر سے اسلام کی آفاقیت اور اس کی عالم گیریت باقی رہ سکے گی؟۔

مختصر یہ کہ شیعی فکر دین اسلام کے متوازی ایک الگ اور مستقل شریعت کی شکل اختیار کر چکی ہے اور اہل سنت سے اس کا اتحاد اور تال میل مشکل ہی نہیں ناممکن ہے۔ آج جو حضرات اس کے لیے کوشاں ہیں، شاید انھیں شیعی شریعت کا علم نہیں ہے یا دین اسلام کی اساسیات کے سلسلہ میں ان کا مطالعہ ناقص ہے۔ آپ اسلامی تاریخ کی جن عظیم شخصیات کو رضی اللہ عنہم کے الٰہی خطاب سے ملقب کرتے ہیں، وہ شخصیات شیعی فکر میں غاصب اور ظالم تھیں۔ انھوں نے خلافت پر ڈاکہ زنی کی تھی اور خانوادۂ نبوی کو ان کے حقوق سے محروم کر دیا تھا۔ آج کی شیعیت ماضی کی شیعیت سے قطعی مختلف نہیں بلکہ ایران میں شیعی حکومت کے قیام کے بعد اس میں مزید تشدد بلکہ کبر وغرور پیدا ہوا ہے اور ایک پوری حکومت اپنے باطل افکار وخیالات کو اہل سنت میں عام کرنے کے لیے سرگرم عمل ہے۔ دور حاضر کے عظیم سلفی محقق علامہ احسان الٰہی ظہیر رحمہ اللہ کی کتابوں کا مطالعہ کیجیے، ساری حقیقت سامنے آجائے گی۔

اہل بیت کے حقوق وفضائل پر مشتمل زیر مطالعہ کتاب ایک نوجوان مصنف برادر عزیز شیخ نثار احمد محمد مستقیم مدنی کی کاوشوں کا ثمرہ ہے۔ عرب وعجم کے اساتذہ سے انھوں نے کسب فیض کیا ہے۔ وہ میرے ہم وطن بھی ہیں۔ ایک دین دار اور معزز گھرانے سے ان کا تعلق ہے۔ ان کے اندر اسلام کے بنیادی مصادر سے براہ راست استفادہ کرنے کی صلاحیت موجود ہے۔ صالحیت اور صلاحیت دونوں کا ایک حسین امتزاج ان کے یہاں پایا جاتا ہے۔ وہ جامعہ اسلامیہ سنابل، نئی دہلی میں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تدریسی خدمات انجام دیتے ہیں اور بعض اضافی ذمہ داریاں بھی ان کے سر ہیں۔

اس کے ساتھ ساتھ وہ ایک اچھے قلم کار اور مصنف بھی ہیں۔ان کی تحریر میں پختگی بھی ہے اور اسلوب میں روانی بھی۔ان کے علمی و تحقیقی مضامین سے جو ماہنامہ التبیان، نئی دہلی میں برابر شائع ہوتے ہیں، اہل علم واقف ہیں۔اب یہ ان کی با قاعدہ تصنیف ہے جو ہمارے سامنے آ رہی ہے۔کتاب کا موضوع بتا رہا ہے کہ مصنف ان غلط فہمیوں کا ازالہ کرنا چاہتے ہیں جو اہل بیت کے تعلق سے پھیلائی جا رہی ہیں۔اہل بیت کون ہیں؟ جب یہ لفظ قرآن وحدیث میں استعمال ہوتا ہے تو اس سے کون لوگ مراد ہوتے ہیں؟ اس سلسلہ میں شیعی فکر میں کیا کہا گیا ہے اور صحیح نقطۂ نظر کیا ہے؟ احادیث نبویہ میں ان کے کیا فضائل ومناقب بیان ہوئے ہیں اور ان کا صحیح مفہوم کیا ہے؟ اسی طرح امت پر ان کے حقوق کیا ہیں؟ شیعی فکر کا مطالبہ اس سلسلہ میں کیا ہے اور اس کی حقیقت کیا ہے؟ کتاب اگرچہ مختصر ہے لیکن اپنے موضوع پر جامع اور مکمل ہے۔مجھے امید ہے کہ عوام وخواص اس سے استفادہ کریں گے اور شیعہ حضرات نے جو غلط فہمیاں پھیلا رکھی ہیں، اس کتاب سے ان شاء اللہ ان کا ازالہ بھی ہوگا۔مصنف سے بہت امیدیں ہیں۔مجھے امید ہے کہ ان کا قلم رواں دواں رہے گا اور ان کی علمی ودینی تحقیقات سے اہل علم مستفید ہوتے رہیں گے۔اللہ کرے زور قلم اور زیادہ۔آمین۔

خادم العلم والعلماء
رفیق احمد رئیس سلفی
کاشانۂ زہرا، سلفیہ کمپلکس۔ہمدرد نگر (بی) علی گڑھ
۱۵ر اکتوبر ۲۰۱۵ء

عرض مؤلف

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام على أشرف الأنبياء والمرسلين محمد وعلى آله وأصحابه أجمعين، وبعد

اللہ تعالیٰ کی یہ شان کریمی ہے کہ اس نے اپنے فضل خاص کی بنا پر کسی فرد، جماعت، کنبہ وقبیلہ، جگہ اور عمل کو ایسی فضیلت واہمیت اور رفعت وسربلندی سے نوازا ہے کہ اس جنس کی دوسری چیزیں اس سے عاری ہیں۔مثلا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تمام انبیاء میں افضل، انبیاء کرام تمام اولاد آدم اور صحابۂ کرام انبیاء کے بعد ساری انسانیت سے از روئے فضیلت بلند مقام رکھتے ہیں۔اسی طرح مساجد تمام روئے زمین سے زیادہ افضل، فرائض اسلام نوافل وسنن سے کہیں زیادہ مہتم بالشان اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاشمی گھرانہ، آپ کی اولاد اور ازواج مطہرات عرب وعجم کے تمام خاندانوں سے زیادہ اشرف ترین ہیں جنہیں شریعت کی اصطلاح میں اہل بیت سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

اسلامی تاریخ کا اذیت ناک پہلو یہ بھی رہا ہے کہ ہمیشہ اہل باطل نے اپنے مقاصد کی تکمیل کے لئے جہاں بہت سارے ہتھکنڈوں کا استعمال کیا وہیں بیشتر ادوار میں انھوں نے ایسے گھنے درختوں کا سایہ تلاش کیا جہاں عقیدت ومحبت کے پھول کھلتے ہوں۔ایسی پناہ گاہوں کو اپنی آماجگاہ بنایا جہاں عقیدتوں کے دبیز پردوں میں ان کے اکاذیب کے تئیں بحث وتمحیص کی ضرورت اور ان کے پروپیگنڈوں کے سلسلہ میں شک کا گزر نہ ہوسکتا ہو۔ایسے لوگوں سے نسبت قائم کی جو شب دیجور کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

گھٹاٹوپ سیاہی میں رہروان حق کے لئے نشان راہ ہوں اورامت کی اکثریت ان کےنقش قدم پر چلنے میں فخرمحسوس کرتی ہوتاکہ ان کے اباطیل کی خوب خوب تشہیراور پذیرائی ہوسکے۔اسی راہ سے بہت سارے باطل فرقوں نے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی جانب اپنی نسبت قائم کی۔بہت سارے گمراہ کن عقائد کے حامل مشرک وقبر پرست اورحلول واتحاد کے قائلین صوفیاء نے عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ کے حلقۂ ارادت میں شمولیت اختیار کی۔اسی طرح دین اسلام کو برباد کرنے ،کتاب وسنت کے اولین ناقلین صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی عدالت کو مجروح کرنے ،انہیں اہل بیت کا حریف اوردشمن قراردینے نیز ذخیرۂ کتاب وسنت کومشکوک کرنے کی ناپاک سازش کےتحت عبداللہ بن سبا یہودی اوراس کے چیلوں نے حب اہل بیت کا لبادہ اوڑھ کر اہل بیت سے اپنے خصوصی تعلق کا اظہار کیا۔شیخین ابوبکر وعمر ،امہات المومنین اوراجلہ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کی کردارکشی کی اورپھراپنی تلبیس وتحریف کو مذہبی عقیدہ کا جزو بنادیا،نتیجتاً امت مسلمہ دولخت ہوکر رہ گئی اورعوام تو عوام خواص تک متنازع فیہ حقائق وواقعات اورتاریخی غلط بیانیوں اورروایتوں سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے،یہی وجہ ہے کہ تاریخ اسلام پر لکھی گئی کتابیں-إلا ماشاء اللّٰہ -ان اثرات بد سے محفوظ نہ رہ سکیں خاص طورپراردو میں لکھی گئی کتابیں تواس کی زندہ مثال ہیں۔

راقم اپنی اس کتاب کے ذریعہ درحقیقت نسل نو کے قلوب واذہان میں اہل بیت کی حقیقت کو واضح کرنا اوران کی عظمت کا سکہ بٹھانا چاہتا ہے نیز ان غلط فہمیوں کا ازالہ بھی پیش نظر ہے جو دانستہ یانادانستہ طورپرعوام الناس میں پھیلائی جارہی ہیں۔ مثلاً اہل بیت شیعہ حضرات کے ائمہ ہی کو کہا جاتا ہے اس کے برعکس دوسری طرف یہ نظریہ کہ اتنی صدیاں گزرچکی ہیں کیا حقیقی طورپر کسی کا سلسلۂ نسب ہاشمی گھرانہ یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد سے ملتا ہے؟یااسی طرح کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے

بعد آپ کی کوئی نرینہ اولاد نہیں تھی تو پھر فاطمہ رضی اللہ عنہا کے حسنین رضی اللہ عنہما کی بنیاد پر کیسے ان کی اولاد کو آل نبی کہیں گے؟ علاوہ ازیں بیشتر لوگ اس موضوع سے ناواقف ہیں اس کی وجہ ایک تو شیعہ حضرات کے غلو ومبالغہ آرائی پرمبنی گمراہ کن عقائد اورکذب بیانی پرمشتمل اہل بیت کے محاسن ومناقب ،من گڑھت واقعات ہیں اور دوسری طرف نواصب کی اہل بیت کی شان میں گستاخیاں،سب وشتم اورظلم وجور کے واقعات نے اس موضوع کو کچھ اورہی الجھا کر رکھ دیا ہے۔اس پرمستزاد عامۃ الناس کا تاریخ اسلام کا عدم مطالعہ اوراس موضوع پراردوخواں حضرات کے لئے کتابوں کی کمیابی بھی ایک اہم بنیادی وجہ ہے۔اللہ جزائے خیردے علامہ احسان الٰہی ظہیر رحمہ اللہ کو جنہوں نے گمراہ فرقوں کے سلسلہ میں عموماً اورشیعہ واہل بیت سے متعلق خصوصاً عربی واردو میں کئی کتابیں تصنیف کی ہیں اورشیعہ حضرات ہی کے مصادر ومراجع سے بیش قیمت حقائق کو کشید کرکے اپنی کتابوں میں ان کی حقیقت کا پردہ فاش کیا ہے نیز اہل سنت وجماعت کے نزدیک اہل بیت کے حقیقی موقف کو پورے طورپر واضح کیا ہے جو اہل حق کے لئے ان شاءاللہ کافی وشافی اوراہل باطل کے لئے تازیانۂ عبرت سے کم نہیں ہے۔

اس کتاب کے اندر اہل سنت وجماعت کے یہاں اہل بیت کے مقام ومرتبہ کی وضاحت،امت پران کے حقوق نیز کئی پہلوؤں سے یہ واضح کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ اہل بیت اورصحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے مابین کس قدر باہم الفت ومحبت اورایک دوسرے کی قدرسناشی اورقدردانی تھی۔اسی طرح 'مہدی منتظر' جن کا تعلق اہل بیت سے ہوگا ان کی بابت مبسوط انداز میں ایک حقیقت پسندانہ جائزہ پیش کیا گیا ہے۔

یہ کتاب مضمون کی شکل میں کئی قسطوں میں ماہ نومبر ۲۰۱۴ء تا مئی 2015ء مجلّہ 'التبیان' نئی دہلی میں شائع ہوچکی ہے۔اس کے علاوہ موضوع کی مناسبت سے جولائی واگست ۲۰۱۴ء میں اہل بیت سے متعلق شائع ہونے والے ایک دوسرے مضمون

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بعنوان ''ظہوم امام مہدی-حقیقت یا فسانہ'' کو شامل کر دیا گیا ہے تا کہ جہاں ایک طرف اس موضوع کی بابت لوگوں کو آگاہی ہو سکے تو دوسری طرف اہل بیت کے تئیں ''حق دفاع'' کا فریضہ بھی انجام پا سکے۔

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ کتاب سے متعلق چند بنیادی باتوں کی طرف اشارہ کر دیا جائے جو درج ذیل ہیں:

۱۔اس کتاب کے اندر قرآنی آیات، احادیث مبارکہ، صحابہ وتابعین اور اہل بیت کے اقوال مع حوالہ جات درج کئے گئے ہیں اور کوشش کی گئی ہے کہ اہل بیت کے اقوال زیادہ تر ان مصادر سے پیش کئے جائیں، جو شیعہ حضرات کے یہاں ممتاز ومعتبر ہیں۔

۲۔لحن جلی سے بچنے کی خاطر قرآنی آیات مع تراجم کے علاوہ اعراب کا پاس و لحاظ رکھا گیا ہے، ساتھ ہی ساتھ احادیث کی صحت کا پورا اہتمام کیا گیا ہے۔

۳۔ارکان اسلام کی شرعی اصطلاح صلاۃ وصوم کو باقی رکھا گیا ہے، ان کے بدلہ میں 'نماز' 'روزہ' جیسے کلمات سے احتراز کیا گیا ہے۔اسی طرح اللہ سبحانہ وتعالی کے اسمائے حسنی جو کتاب وسنت میں وارد ہیں انہیں پر اکتفا کیا گیا ہے اور اللہ تعالی کے نام کے لئے ''خدا'' اور اس قسم کے الفاظ سے گریز کیا گیا ہے۔

۴۔دعائیہ کلمات کے لئے رموز کا قطعا استعمال نہیں کیا گیا ہے۔مثلا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے دعائیہ رمز ''ص'' ''صلعم'' اور صحابی کے لئے رضی اللہ عنہ کے بدلہ ''رض'' اور کسی عالم دین کے لئے ''رحمہ اللہ'' کے بجائے ''رح'' کے استعمال سے کلی طور پر اجتناب کیا گیا ہے۔

اس کے علاوہ اور بھی چیزیں ہیں جن کا ادراک ان شاء اللہ مطالعہ کے بعد ہوگا۔

اخیر میں میں صرف یہی کہوں گا کہ اس کتاب کے اندر جو حق اور سچی بات ہے یا اس کے اندر جو بھی اچھائی اور خوبی ہے تو وہ من جانب اللہ ہے اور اس کے اندر جو غلطیاں، لغزشیں اور کوتاہیاں رہ گئی ہیں ان کا ذمہ دار میں خود ہوں، میں ان احباب کا بہت زیادہ

ممنون ومشکور ہوں گا جو ناصحانہ انداز میں اس جانب میری رہنمائی فرمائیں گے۔

میرے پاس شکریہ کے لئے الفاظ نہیں ہیں صرف میں دل سے اپنے ان اساتذۂ کرام اور محسنین کے حق میں دعا گو ہوں جنہوں نے اس کتاب کے نوک وپلک کو سنوارا، پروف ریڈنگ اور کمپوزنگ کے وقت طلب فرائض کو انجام دیا اور اپنے مفید وگرانقدر مشوروں سے نوازا۔خصوصا میرے انتہائی شفیق اور بزرگ رفیق کار شیخ ممتاز احمد عبداللطیف ریاضی استاذ جامعہ اسلامیہ سنابل، ادارہ ''التبیان'' نئی دہلی کے ایڈیٹر مولانا شکیل احمد سنابلی، ابوالکلام آزاد اسلامک اویکننگ سنٹر، نئی دہلی کے جنرل سکریٹری مولانا عاشق علی اثری اور اس کے صدر عمومی مولانا محمد رحمانی مدنی حفظہم اللہ کا جنہوں نے اس کتاب کو زیور طباعت سے آراستہ کرنے میں ناچیز کا بھرپور تعاون کیا۔اسی طرح میرے ہم وطن اور انتہائی کرم فرما مولانا رفیق احمد رئیس سلفی حفظہ اللہ جیسے کہنہ مشق قلم کار اور طویل صحافتی تجربات کے مالک مستند و مشہور عالم دین کا بھی جنہوں نے صرف کتاب کے ہر ہر لفظ کو پڑھ کر اس کے نوک وپلک کو سنوارا ہی نہیں بلکہ ایک قیمتی، معلوماتی اور وقیع مقدمہ تحریر کر کے میری حوصلہ افزائی فرما کر مجھ پر عظیم احسان کیا جس پر میں ان کا ہمیشہ ممنون ومشکور رہوں گا۔اللہ تعالی جملہ کرم فرماؤں کو دنیا وآخرت کی سعادت عطا فرمائے، ان کے مال واولاد میں برکت اور ہم سب کو جنت الفردوس میں سید السادات رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت نصیب فرمائے۔آمین۔

وصلی اللہ علی نبینا محمد وعلی آلہ وصحبہ وبارک وسلم

نثار احمد محمد مستقیم سنابلی، مدنی
عمید
جامعہ اسلامیہ سنابل، نئی دہلی

نئی دہلی
بروز بدھ
۱۵/جون ۲۰۱۵ء
۲۷/رمضان ۱۴۳۶ھ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلاۃ والسلام علی نبیہ ورسولہ محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ أجمعین ومن تبعھم بإحسان إلی یوم الدین، وبعد.

باب اول: اہل بیت کا مفہوم اوران کا مقام ومرتبہ

فصل اول: اہل سنت وجماعت کے یہاں اہل بیت کا مفہوم

تمہید:

یہ ایک ناقابل انکار حقیقت ہے کہ جس طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ساری انسانیت میں افضل ترین اور سارے انبیاء ورسل کے امام وپیشوا ہیں، اسی طرح آپ کی آل واولاد اور ازواج مطہرات پر مشتمل آپ کا خانوادہ عرب وعجم میں موجود سارے خاندانوں میں اشرف ترین خانوادہ ہے جس سے عقیدت ومحبت، دوستی اورموالات ایمان کا تقاضا ہے اور جس کی شان میں افراط وتفریط کی ڈگر پر گامزن روافض ونواصب کی غلو ومبالغہ آرائی اور تقصیر وتنقیص سے اجتناب قرینۂ انصاف اورشیوۂ ایمان ہے۔ اللہ رب العالمین نے آپ کے گھرانہ کی کرامت وشرافت، نجابت اورعلومرتبت کے پیش نظران کے لئے صدقات وخیرات کو جو لوگوں کا میل کچیل ہے حرام قرار دیا ہے۔ لیکن بدقسمتی سے ملت اسلامیہ میں عرصۂ دراز سے بہت

سی گمراہیوں اور بے اعتدالیوں نے اپنی جگہ بنالی ہے اگر ایک طرف ناصبیوں نے اہل بیت سے اپنی نفرت وعداوت کی بنا پر ان پر سب وشتم، دشنام طرازی، بدسلوکی اورظلم وجور کو اپنے دین وایمان کا جزو لاینفک سمجھا ہے تو دوسری طرف روافض واہل تشیع نے ان سے محبت وعقیدت میں غلو کی تمام حدوں سے تجاوز کرکے ان کی شان میں گمراہ کن عقائد، غلو پر مبنی محاسن ومناقب، افسانوی واقعات وقصص کو گھڑ کر انہیں الٰہی خصوصیات کا پیکر تسلیم کیا ہے، اس افراط وتفریط کا نتیجہ یہ ہے کہ فی زمانہ عامۃ الناس کے ذہن ودماغ میں اہل بیت کا حقیقی مفہوم، ان کا صحیح مقام ومرتبہ، مناقب وفضائل اورامت پر ان کے حقوق سے متعلق کوئی واضح تصور نہیں ہے۔ لہذا ذیل کی تحریر کے ذریعہ اہل بیت کے سلسلہ میں اہل سنت وجماعت کے عادلانہ عقیدہ ومنہج کو واضح کیا گیا ہے اور بعض پوشیدہ حقائق سے پردہ اٹھانے کی متواضع کوشش کی گئی ہے۔

ا۔ اہل بیت کا معنی ومفہوم:

ابن منظور کہتے ہیں کہ ''أھل البیت'' گھر کے باشندگان اور ''أھل الرجل'' آدمی کے سب سے خصوصی لوگوں کو کہا جاتا ہے اور ''أھل بیت النبی'' سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج، دختران اور اصہار میں سے علی رضی اللہ عنہ مراد ہیں۔ (لسان العرب ۱/۲۶۳ مادہ أھل) اورامام راغب اصفہانی لکھتے ہیں کہ ''أھل الرجل'' کا اطلاق ہر اس شخص پر ہوتا ہے جو ایک کو دوسرے سے نسب، دین یا اسی طرح پیشہ، گھر اوراولاد کے ذریعہ باہم مربوط کردے لیکن پھر یہ لفظ نسب سے متعلق تمام افراد پر بولا جانے لگا اور کہا جاتا ہے کہ ''آل'' یہ حقیقت میں اہل ہی تھا پھر ھاء کو ہمزہ سے تبدیل کرکے أأل ہوگیا اوراس کے بعد تخفیف کے پیش نظر آل کردیا گیا۔ (المفردات فی غرائب القرآن ص ۲۸)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۲۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت کون ہیں؟

اہل بیت، آل بیت، عترت نبوی، ذریت طاہرہ، اشراف اور سادات ایک ہی شے کے مختلف اسماء ہیں، سب کے سب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قرابت دار اور نزدیکی خاندان کے لوگ ہیں لیکن اہل بیت حقیقت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان کے کن افراد کو کہتے ہیں اس سلسلہ میں اہل علم کی آراء مختلف ہیں، جو بالاختصار حسب ذیل ہیں:

(۱) وہ لوگ جن پر صدقہ حرام ہے۔

(۲) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج واولاد۔

(۳) تا قیامت آنے والے امت محمدیہ کے لوگ۔

(۴) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے متقی و پرہیزگار لوگ۔

(تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو منہاج السنة لابن تیمیه ۷/۷۵، جلاء الأفهام لابن القیم ص۳۲۶-۳۲۳، القول البدیع للسخاوی ص۱۲۲)

ان اقوال میں جمہور علماء کی اختیار کردہ رائے کے مطابق پہلا قول راجح ہے یعنی جن پر صدقہ حرام ہے وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات، ذریت اور عبدالمطلب کی نسل سے تمام مسلم مرد وزن ہیں جو کہ بنوہاشم بن عبدمناف کی اولاد ہیں۔امام ابن حزم فرماتے ہیں: ہاشم بن عبدمناف کے صرف ایک ہی بیٹے شیبہ تھے (جن کی پرورش یثرب میں ان کے ننہال میں ہوئی تھی وہاں سے ان کے چچا مطلب انہیں مکہ میں لے کر آئے اس طرح) وہ عبدالمطلب یعنی مطلب کے غلام کے طور پر مشہور ہو گئے۔(جمهرة أنساب العرب لابن حزم ص: ۱۴ ، وفتح الباری ۲/۷۸-۷۹)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا زاد بھائی بھی اہل بیت میں داخل ہیں چنانچہ

عبدالمطلب بن ربیعہ بن الحارث بن عبدالمطلب اور فضل بن عباس رضی اللہ عنہما آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں شادی کے خرچ کا بندوبست کرنے کی خاطر صدقات وصول کرنے کی ذمہ داری طلب کرنے کے لئے حاضر ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آل محمد کے لئے صدقہ زیب نہیں دیتا، یہ لوگوں کا میل کچیل ہے پھر آپ نے خمس (مال غنیمت) سے مہر کی رقم عطا کی۔(صحیح مسلم:۱۰۷۲) اور بعض اہل علم جن میں بطور خاص امام شافعی اور امام احمد رحمہما اللہ ہیں، نے بنوالمطلب کو بھی صدقہ کی حرمت کی بابت بنوہاشم کے زمرہ میں شامل کیا ہے۔اس لئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں بھی خمس میں شریک کیا ہے جیسا کہ جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبدمناف کے چار بیٹوں میں ہاشم کے علاوہ صرف مطلب کی اولاد کو خمس میں شریک کیا ہے جب کہ بقیہ بیٹوں عبدشمس اور نوفل کی اولاد کو اس سے مستثنی رکھا ہے۔(دیکھئے: صحیح بخاری:۳۱۴۰)

۳۔کیا ازواج مطہرات اہل بیت میں داخل ہیں؟

کتاب وسنت میں ایسے بے شمار دلائل موجود ہیں جن میں ازواج مطہرات کی اہل بیت میں شمولیت کی صراحت موجود ہے، مثلاً سورۂ احزاب (۳۰-۳۴)، جس میں ازواج مطہرات کو مخاطب کیا گیا ہے، اسی میں ہے:

إِنَّمَا يُرِيدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيراً. (الأحزاب:۳۳)

''اے اہل بیت! اللہ تعالی کا منشا یہ ہے کہ تم سے گندگی کو دور کر دے اور تمہیں پوری طرح پاک کر دے۔''

اس میں لامحالہ اہل بیت سے مراد ازواج مطہرات ہی ہیں اور بقول شیخ عبدالمحسن

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

العباد حفظہ اللہ ازواج مطہرات قرآنی سیاق کے بموجب حتمی طور پر اہل بیت میں داخل ہیں جس طرح حدیث کساء (جس کا ذکر فضائل کے ضمن میں آرہا ہے) کے سیاق کے مطابق علی، فاطمہ اور حسنین رضی اللہ عنہم اہل بیت کے اہم ارکان ہیں اور حدیث کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ صرف وہی اہل بیت ہیں بلکہ اس کے ذریعہ آپ نے ان سے حد درجہ اپنی وابستگی کا اظہار فرمایا ہے۔ اسی قسم کی توجیہ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے بھی پیش کی ہے۔ (فضائل أهل البيت وعلو مكانتهم ص ۴) اسی طرح خمس میں ان کا بھی حصہ ہوتا تھا علاوہ ازیں بنو ہاشم کی طرح صدقہ ان کے لئے بھی حرام تھا، چنانچہ ابن ابی ملیکہ سے روایت ہے کہ خالد بن سعید نے عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں صدقہ کی ایک گائے ارسال کی تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ کہہ کر اسے واپس کر دیا کہ ہم آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور ہمارے لئے صدقہ حلال نہیں ہے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ۳/۲۱۴ باسناد صحیح)

مزید برآں جس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر صلاۃ ابراہیمی میں ''آل محمد'' کا ذکر ہے۔ اسی طرح بعض روایتوں میں ازواج کا بھی اضافہ ہے چنانچہ صحیح بخاری (۳۳۶۹) وصحیح مسلم (۴۰۷) کے الفاظ ہیں:

اللهم صل على محمد وعلى أزواجه وذريته، كماصليت على آل إبراهيم وبارك على محمد وعلى أزواجه وذريته، كما باركت على آل إبراهيم إنك حميد مجيد.

''اے اللہ! محمد صلی اللہ علیہ وسلم، ان کی ازواج اور ان کی اولاد پر رحمت نازل فرما جیسا کہ تو نے آل ابراہیم پر رحمت نازل فرمائی اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم، ان کی ازواج اور ان کی اولاد پر برکت نازل فرما جیسا کہ تو نے آل ابراہیم پر برکت نازل فرمائی، بے شک تو تعریف والا اور بزرگی والا ہے۔''

اس سے صاف طور پر یہ معلوم ہوتا ہے کہ بنو ہاشم کی طرح ازواج مطہرات بھی اہل بیت میں داخل ہیں۔

۴۔ کیا نبی ﷺ کے موالی وغلام بھی اہل بیت میں شامل ہیں؟

اس سلسلہ میں ایک روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو مخزوم کے ایک شخص کو صدقہ پر مامور کیا تو اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام ابو رافع کو اپنے ساتھ جانے کو کہا تا کہ انہیں بھی کچھ مال حاصل ہو جائے تو ابو رافع نے کہا کہ جب تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت نہیں مل جاتی اس وقت تک میں نہیں جا سکتا چنانچہ جب ابو رافع نے اس سلسلہ میں دریافت کیا تو آپ نے فرمایا کہ قوم کا غلام اس کا اٹوٹ حصہ ہوتا ہے اور ہم سب کے لئے صدقہ حلال نہیں ہے۔ (سنن أبي داود: ۱۶۵۰ وسنن ترمذی: ۶۵ وسنن نسائی: ۲۶۱۱ وصححه الألباني)

یہاں یہ وضاحت ضروری ہے کہ ازواج مطہرات اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے موالی یہ اصلاً اہل بیت میں بنو ہاشم کی طرح خاندانی طور پر نہیں ہیں بلکہ آپ سے نسبت اور رشتہ کی بنیاد پر اہل بیت میں شامل ہوئے ہیں کیونکہ آپ سے نسبت سے قبل ان کے لئے صدقہ حلال تھا جس طرح ان کے والدین اور دیگر رشتہ داروں کے لئے دائمی طور پر صدقہ حلال تھا۔ لہذا اصل کی طرح فرع کو بھی اصل کے حقوق حاصل ہیں اس کی دلیل یہ ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی لونڈی بریرہ ابو رافع کے درجہ میں نہیں تھیں کیونکہ ان کے لئے صدقہ حلال تھا اور جب ان کے پاس صدقہ آتا تھا تو آپ یہ کہہ کر تناول فرماتے کہ ان کے لئے تو صدقہ ہے لیکن ہمارے لئے ہدیہ ہے۔

(دیکھئے صحیح بخاری رقم: ۱۴۹۳)

معلوم یہ ہوا کہ چونکہ بریرہ فرع کی فرع تھیں لہذا ان کے لئے صدقہ حلال تھا جب کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج اور موالی یہ فرع تھے اس لئے ان کے لئے صدقہ حرام تھا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فصل دوم: اہل بیت کا مقام اور ان کے سلسلہ میں امت مسلمہ کے عقائد ونظریات:

ا۔اہل بیت کے فضائل ومناقب:

صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے سلسلہ میں کتاب وسنت میں جو عمومی فضائل ومناقب وارد ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت صحابہ بھی ان میں برابر کے شریک ہیں، اسی طرح متعدد اہل بیت کی بابت انفرادی اور خصوصی فضائل وارد ہیں لیکن ان کے بجائے صرف اہل بیت سے متعلق کتاب وسنت کے چند عمومی فضائل حسب ذیل ہیں:

ا۔عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک دن صبح آپ صلی اللہ علیہ وسلم گھر سے نکلے اور آپ کے جسم پر سیاہ دھاری دار چادر تھی چنانچہ حسن بن علی رضی اللہ عنہما آئے، آپ نے انہیں اندر کرلیا، اسی طرح حسین، فاطمہ اور علی رضی اللہ عنہم آئے سبھوں کو چادر کے اندر کرنے کے بعد فرمایا:

إِنَّمَا يُرِيدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيراً (الأحزاب:٣٣)

”اے اہل بیت! اللہ تعالی تم سے گندگی کو دور کرنا چاہتا ہے اور یہ کہ تم کو پورے طور پر پاک وصاف کردے۔“ (صحیح مسلم:٢٤٢٤)

٢۔ایک طویل حدیث میں ہے کہ زید بن ارقم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مکہ ومدینہ کے درمیان غدیر خم کے روز نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ دیا اور اس میں اہل بیت سے متعلق تین دفعہ فرمایا: **أذكركم الله في أهل بيتي.** ” یعنی میں اپنے اہل بیت کے

سلسلہ میں تمہیں اللہ کی یاد دلاتا ہوں۔“ اس کے بعد راوی حدیث حصین نے زید رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ اہل بیت کون ہیں؟ کیا آپ کی ازواج اہل بیت سے نہیں ہیں؟ کہا: جی ہاں، وہ اہل بیت سے ہیں البتہ حقیقی معنوں میں اہل بیت وہ ہیں جن پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی صدقہ حرام ہے اور وہ آل علی، آل عقیل، آل جعفر اور آل عباس ہیں۔ راوی نے پوچھا: کیا ان سب پر صدقہ حرام ہے؟ کہا: جی ہاں۔“ (صحیح مسلم:٢٤٠٨)

٣۔واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إن اللّٰه اصطفى كنانة من ولد إسماعيل واصطفى قريشا من كنانة، واصطفى من قريش بني هاشم و اصطفاني من بني هاشم. (صحيح مسلم:٢٢٧٦)

”اللہ نے کنانہ کو بنو اسماعیل میں سے منتخب کیا اور قریش کو کنانہ سے منتخب کیا اور بنو ہاشم کو قریش سے اور مجھے بنو ہاشم سے منتخب فرمایا ہے۔“

٤۔فرمان باری تعالی ہے:

النَّبِيُّ أَوْلَى بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنفُسِهِمْ وَأَزْوَاجُهُ أُمَّهَاتُهُمْ (الأحزاب:٦)

”نبی مومنوں پر ان کے نفسوں سے زیادہ حقدار ہیں اور نبی کی بیویاں ان کی مائیں ہیں۔“

اور دوسری جگہ فرمایا:

يَا نِسَاءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَأَحَدٍ مِّنَ النِّسَاءِ... الآية (الأحزاب:٣٢)

”اے نبی کی بیویو! تم عام عورتوں کی طرح نہیں ہو۔“

٥۔اور عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

كل سبب ونسب منقطع يوم القيامة إلا سببي ونسبي. (المعجم الكبير ٣/١٢٩ والصحيحة:٢٠٣٦)

”بروز قیامت تمام رشتے اور نسب منقطع ہوجائیں گے سوائے میرے نسب اور رشتہ داری کے۔“

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

٦۔فرمان نبوی ہے:

إن هذه الصدقة إنما هي أوساخ الناس وإنها لاتحل لمحمد ولا لآل محمد (صحیح مسلم:۱۰۷۲)

"یہ صدقات تو لوگوں کے میل کچیل ہوتے ہیں یہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آل محمد کے لئے حلال نہیں ہیں۔"

۷. اور ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

والذي نفسي بيده لايبغضنا أهل البيت رجل إلا أدخله الله النار (صحیح ابن حبان رقم: ۶۹۷۸ والسلسلة الصحیحة رقم:۲۴۸۸)

"قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے جو شخص ہم اہل بیت سے بغض رکھتا ہے تو اللہ تعالی اسے جہنم میں داخل کرے گا۔"

۲۔اہل بیت سے متعلق اہل سنت وجماعت کا عقیدہ:

اہل سنت وجماعت کا عقیدہ ومنہج جس طرح دین کے تمام ابواب میں افراط وتفریط کے مابین معتدل اور مبنی برانصاف ہے اسی طرح وہ وصیت نبوی پر کار بند رہ کر ہوائے نفس اور ذاتی منفعت سے ہٹ کر غیر جانبدارانہ انداز میں تمام مومن اہل بیت سے محبت وعقیدت کا اظہار کرتے ہیں، وہ یہودیوں کی طرح عزیر علیہ السلام کو ابن اللہ اور عیسائیوں کی طرح عیسی علیہ السلام کو ابن اللہ اور تین معبودوں میں سے ایک قرار دے کر مقام الوہیت پر فائز کرنے کے بجائے بشریت ہی کے درجہ پر رکھتے ہوئے غیر معصوم سمجھتے ہیں اور بفحوائے قرآن **إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِندَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ** (الحجرات:۱۳) (تم میں سب سے زیادہ پرہیزگار سب سے زیادہ معزز ہے۔) اور **وَلِكُلٍّ

دَرَجَاتٌ مِّمَّا عَمِلُوا** (الأنعام: ۱۳۱) (ہر شخص کا مقام ومرتبہ اس کے اعمال کے بقدر ہے۔) ان پر لعن طعن کے بجائے ایمان وعمل اور تقوی وطہارت کی بنیاد پر درجہ بندی کرتے ہیں، اس کے برعکس حسب ونسب کی رو سے اگر کسی کا رشتہ اہل بیت سے ہے پر وہ ایمان وعمل سے کوتاہ دست اور حرمان نصیبی کا شکار ہے تو ان کا عقیدہ یہ ہے کہ حسب ونسب اس کے حق میں کار آمد نہیں ہے۔فرمان نبوی ہے:

من بطأ به عمله لم يسرع به نسبه. (صحیح مسلم:۲۶۹۹)

"جس کا عمل اسے پیچھے کردے تو اس کا نسب اسے ہرگز آگے نہیں بڑھا سکتا ہے۔"

اور فرمان رسالت ہے:

إن آل بني فلان ليسوا لي بأولياء إنما ولي الله وصالح المؤمنين.

(صحیح بخاری:۵۹۹۰ وصحیح مسلم:۲۱۵)

"فلاں قبیلہ کے لوگ میرے ولی اور دوست نہیں ہیں بلکہ میرا ولی تو صرف اللہ اور نیک وصالح مومنین ہیں۔"

یہی شریعت کا مزاج اور اس کی روح ہے، چنانچہ نوح علیہ السلام کا بیٹا اور بیوی، ابراہیم علیہ السلام کے باپ اور محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ابوطالب وابولہب خاندانی وجاہت کے باوجود واصل نار ہوئے، اسی لئے کسی عربی شاعر نے کہا تھا ؎

لعمرك ما المرء إلا بدينه
فلا تترك التقوى اتكالا على النسب
لقد رفع الإسلام سلمان فارس
وقد وضع الشرك النسيب أبا لهب

"درحقیقت انسان کی قدر ومنزلت اور اس کی شناخت اس کی دین داری کی وجہ سے ہوتی ہے لہذا تو حسب ونسب کا سہارا لیتے ہوئے تقوی وپرہیزگاری کو قطعا پس پشت نہ ڈال دے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کیونکہ اسلام نے سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کو اوج کمال تک پہنچا دیا اور شرک نے صاحب حسب ونسب ابولہب کو ذلت کی پستی میں جا گرایا۔"

یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالی نے سورۂ انعام میں اٹھارہ انبیاء ورسل کے تذکرہ کے بعد فرمایا:

وَلَوْ أَشْرَكُوا لَحَبِطَ عَنْهُم مَّا كَانُوا يَعْمَلُونَ (الأنعام:۸۸)

"اگر اس مبارک جماعت سے بھی شرک کا صدور ہو جائے تو ان کی ساری محنتیں اکارت ہو جائیں گی۔"

مختصر یہ کہ اہل سنت وجماعت کے عقیدہ کے مطابق اہل بیت سب کے سب انسان ہیں جو الٰہی صفات مثلاً علم غیب، تصرف فی الکون، احیاء موتی وغیرہ سے عاری ہیں اسی طرح وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر صلاۃ وسلام کے ساتھ ان پر بھی صلاۃ وسلام کے قائل ہیں مزید برآں آپ کے اہل بیت جو ازواج مطہرات سے ہیں ان سے بھی محبت ورضامندی کا اظہار کرتے ہیں، اہل بیت کے جملہ حقوق میں انہیں بھی برابر کا شریک مانتے ہیں، انہیں امت کی مائیں تسلیم کرنے کے ساتھ ساتھ دنیا وآخرت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویاں ہونے کا عقیدہ رکھتے ہیں اور بنو ہاشم کی فضیلت کا مفہوم یہ ہرگز نہیں کہ وہ سب کے سب فرشتوں یا انبیاء ورسل اور صحابہ میں سابقین اولین، اصحاب بدر، اصحاب بیعت رضوان اور دیگر صحابہ سے افضل ہیں کیونکہ امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ اپنے زمانہ میں موجود بنو ہاشم کے سلسلہ میں فرماتے ہیں کہ ان میں ایسے بھی ہیں جنہیں قرآن حفظ نہ تھا، حدیث نبوی سے بھی بہت کم واقفیت تھی بلکہ قرآن کے مطالب ومعانی سے بھی بے بہرہ تھے چہ جائیکہ علوم قرآن وفقہ اور علوم حدیث سے واقفیت رکھتے ہوں۔ (منہاج السنة ۲۴۴/۸-۲۴۵) لہٰذا مطلق طور پر سب کو افضل نہیں کہا جا سکتا بلکہ شریعت میں فضائل کا جو معیار ہے اسی کی بنیاد پر درجہ بندی ہوگی۔ واللہ اعلم۔

۳۔ اہل بیت کی جانب جھوٹی نسبت - ایک وضاحت:

قدیم زمانہ سے عرب وعجم کی ایک غیر معتد بہ تعداد اپنا سلسلۂ نسب اہل بیت سے جوڑ کر ہاشمی، حسنی، حسینی، اشراف وسادات کہنے میں فخر محسوس کرتی ہے حالانکہ کوئی بھی شخص خواہ وہ افضل ہو یا مفضول اگر کسی فرد کی جانب انتساب کرنا چاہتا ہے تو اس سے پہلے اسے یقینی طور پر سلسلۂ نسب کی صحت ودرستگی کا علم ہونا از حد ضروری ہے بصورت دیگر درج ذیل وعید کا مرتکب ہوگا۔ ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

ليس من رجل ادعى بغير أبيه وهو يعلمه إلا كفر بالله ومن ادعى قوما ليس له فيهم نسب فليتبوأ مقعده من النار. (صحيح بخاری:۳۵۰۸ وصحيح مسلم:۱۱۲)

"جو شخص دانستہ طور پر اپنے باپ کے علاوہ کے سلسلہ میں باپ ہونے کا دعوی کرے تو اس نے اللہ کے ساتھ کفر کیا اور جو شخص کسی قوم کی جانب ہم نسب نہ ہونے کے باوجود اپنے نسب کا دعویدار ہے تو اپنا ٹھکانا جہنم بناتا ہے۔"

واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إن أعظم الفرى أن يدعى الرجل إلى غير أبيه...الحديث

(صحیح بخاری:۳۵۰۹)

"سب سے بھیانک افترا پردازی آدمی کا اپنے غیر باپ کی جانب اپنے آپ کو منسوب کرنا ہے۔"

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ سے اہل بیت کے نام کسی جائداد کے وقف کرنے کی بابت دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ بعض اہل بیت کے حق میں وقف کرنا مثلاً علویوں اور فاطمیوں یا طالبیوں کے حق میں کہ جن میں بنو جعفر اور بنو عقیل یا عباسی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وغیرہ شامل ہیں تو ان میں اس مال موقوف کا مستحق صرف وہی ہوسکتا ہے جس کا نسب صحیح معنوں میں ثابت ہو۔لہٰذا اگر کوئی یہ جانتے ہوئے کہ اس کا سلسلۂ نسب بسند صحیح اہل بیت سے جا کر نہیں ملتا پھر بھی وہ اہل بیت میں شمولیت کا دعویدار ہے تو وہ اس وقف کا حقدار نہ ہوگا۔(فتاوی ابن تیمیہ ۳۱/۹۳)

حاصل کلام یہ ہے کہ اگر اہل بیت تک کسی مسلمان کے سلسلۂ نسب میں کہیں انقطاع ہے تو پھر نعمت ایمان کے شرف پر اکتفا کرنا اس کے لئے ضروری ہے ورنہ مزید فضیلت کی طلب میں کہیں جھوٹی دعویداری کے ذریعہ اپنے دین وایمان کے لئے گھاٹے کا سودا نہ کر بیٹھے۔

۴۔روافض کے یہاں اہل بیت کا تصور:

روز اول ہی سے اعداء دین مذہب اسلام اور اس کے ماننے والوں کے خلاف محاذ آرائی کرتے رہے ہیں کیوں کہ شمع رسالت کی ضیا پاشیوں سے جب کفر وشرک کی ظلمتیں کافور ہونا شروع ہوئیں تو ارباب کفر وشرک کے ایوان باطل میں زلزلہ آ گیا اور وہ مسلمانوں کو شکست وریخت سے دوچار کرنے کی خاطر میدان کارزار میں صف آرا ہو گئے لیکن جب بدر، احد، خندق، خیبر اور بنوقریظہ وبنونضیر وغیرہ مختلف غزوات میں انھیں منہ کی کھانی پڑی اور ناکامی کے سوا کوئی اور چیز ان کے ہاتھ نہ آئی تو ان لوگوں نے ایک نیا لبادہ اوڑھ کر فکری محاذ پر مسلمانوں کی قوت وشوکت کو پارہ پارہ کرنے کی خفیہ جدوجہد شروع کردی۔ چنانچہ سب سے پہلے ناموس رسالت کو داغدار کرنے کی خاطر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبوب ترین رفیقۂ حیات عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر بہتان تراشی کرکے آپ اور مسلمانوں کو سخت ایذا پہنچائی اور حکم رسول صلی اللہ علیہ وسلم: ’’تمام یہودیوں کو جزیرۂ عرب سے نکال دیا جائے‘‘ کے مطابق عمر بن خطاب

رضی اللہ عنہ نے جب انھیں جلاوطن کردیا تو سینوں میں مدفون حقد وحسد اور جذبۂ انتقام کی آگ مزید بھڑک اٹھی اور درپردہ یہودی سازش کے نتیجہ میں بالترتیب تین خلفاء راشدین عمر، عثمان اور علی رضی اللہ عنہم کو جام شہادت نوش کرنا پڑا اور اس کے پیچھے عبداللہ بن سبا یہودی اور اس کے مجوسی ہمنواؤں کا ہاتھ تھا جیسا کہ بعض شیعہ مؤرخین مثلا ابوالحسن الاشعری نے المقالات والفرق (ص ۲۱) کشی نے رجال الکشی (ص ۷۱) نوبختی نے فرق الشیعة (ص ۲۲) اور مامقانی نے تنقیح المقال (۲/۱۸۴) میں اس کا اعتراف کیا ہے۔

یہی وہ شخص ہے جس نے حب اہل بیت کا لبادہ اوڑھ کر دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو برباد کرنے کی ناکام کوشش کی اور سب سے پہلے اسلامی عقائد کی دیوار میں نقب زنی کی جسارت کی جس طرح بولس یہودی نے بظاہر عیسی علیہ السلام پر ایمان لاکر دین مسیح کو برباد کیا تھا۔(مجموع الفتاوی ۲۸/۴۸۳) نیز تعطیل شریعت اور انکار ختم نبوت کے مذموم ارادہ سے شرعی اصول سے متصادم چند عقائد کی بنیاد رکھی، مثلا عقیدۂ ولایت ووصایت یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آپ کے مقرر کردہ وصی اور خلیفہ علی رضی اللہ عنہ اور بعد میں آپ کی اولاد یعنی ان کے بارہ ائمہ تھے لیکن دوسرے لوگوں نے اس حق کو ان سے غصب کرلیا ہے۔عقیدۂ رجعت یعنی یہ بارہ ائمہ دوبارہ دنیا میں ظاہر ہوں گے۔عقیدۂ بدا (یعنی شے کے وقوع کے بعد ہی -نعوذ باللہ- اللہ کو اس کا علم ہوتا ہے)۔عقیدۂ تحریف قرآن، کذب ونفاق پر مبنی ان کا عقیدۂ تقیہ، اسی طرح اباحیت اور جنسی بے راہ روی کے لئے بزعم خویش ان کے یہاں بے شمار فضائل کی حامل عبادت ’’متعہ‘‘ بھی ہے کہ اس دارفانی میں جس سے پہلو تہی اختیار کرنا غضب الٰہی کا موجب اور جہنم رسید ہونے کا ذریعہ ہے اور ستم بالائے ستم یہ کہ انہوں نے اپنے خودساختہ فلسفوں اور قبیح ومذموم عقائد ونظریات کے اثبات کے لئے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بے شمار موضوع ومن گھڑت روایات کی نسبت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور اپنے ائمۂ اہل بیت کی جانب کی ہے اور اپنے عقیدۂ ولایت ووصایت کے تحت بجز چند، تمام صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو۔نعوذ باللہ۔ غاصب، کافر اور مرتد قرار دیا ہے اور ان پر سب وشتم، لعن طعن اور دشنام طرازی کو اپنا محبوب مشغلہ بنایا ہے۔

جمہور شیعہ حضرات کے اہل بیت، اہل سنت وجماعت کے اہل بیت سے مختلف ہیں، ان کے یہاں اہل بیت کا دائرہ ان کے اپنے خیال کے مطابق اصحاب کساء یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ چار لوگوں: علی، فاطمہ، حسن اور حسین رضی اللہ عنہم کے درمیان محصور ہے۔ان کے یہاں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تین بیٹیاں: زینب، رقیہ اور ام کلثوم رضی اللہ عنہن، ابوطالب کے بیٹے علی رضی اللہ عنہ کو چھوڑ کر بقیہ اولاد، خود علی رضی اللہ عنہ کے حسنین رضی اللہ عنہما کو چھوڑ کر باقی ساری اولاد جن کی تعداد باختلاف روایت بارہ بیٹے اور اٹھارہ یا انیس بیٹیاں ہیں، اسی طرح حسن رضی اللہ عنہ کی ساری اولاد بھی اہل بیت سے خارج ہیں، صرف حسین رضی اللہ عنہ کی وہ اولاد جن کے بارے میں وہ اپنے سلسلۂ امامت کا عقیدہ رکھتے ہیں ان کو ہی اہل بیت میں شمار کرتے ہیں جو جاکر ان کے بارہویں خیالی اور موہوم امام محمد حسن عسکری پر رکتا ہے۔ چنانچہ ابوجعفر صادق کی جانب منسوب ایک قول میں ہے کہ ہم بارہ امام ہیں ان میں حسن اور حسین اور اولاد حسین ہیں۔
(الخصال للصدوق ص ۴۷۸)

رہی بات ان کے نزدیک اہل بیت کے مقام ومرتبہ کی تو منصب امامت وولایت ان کے یہاں ارکان اسلام کا اہم ترین رکن اور اصول ایمان کی انتہائی مہتم بالشان اصل ہے۔(اصول الکافی للکلینی ۲/۱۸) اور روئے زمین کی بقا کا دارومدار سلسلۂ امامت کے بقاودوام پر ہے۔(بصائر الدرجات لمحمدبن حسن الصفار ص ۵۰۸)

ان کے یہاں تمام ائمہ معصوم عن الخطا ہیں، اللہ کے یہاں ان کا مقام تمام انبیاء ورسل اور مقرب فرشتوں سے بھی اعلی وارفع ہے۔(حق الیقین از عبد اللہ شبر ۱/۲۰۹) سب کے سب عالم الغیب ہیں، تمام آسمانی کتابیں ان کے پاس ہیں اور باختلاف

لغات وہ اس کی معرفت پر قادر ہیں۔(الکافی للکلینی ۱/۱۹۳)

اور علی رضی اللہ عنہ کے سلسلہ میں ان کا عقیدہ یہ ہے کہ وہ کلی طور پر صفات ربوبیت والوہیت سے متصف ہیں۔(بصائر الدرجات ص ۹۹) اور طائف ودیگر مقامات پر۔نعوذ باللہ۔ متعدد دفعہ اللہ تعالی نے ان سے سرگوشی کی ہے اور جبرئیل امین علیہ السلام نے دونوں کے مابین واسطہ کا فریضہ انجام دیا ہے۔(بصائر الدرجات(ص ۳۷۹)

اور سب سے تعجب خیز ان کا غلو آمیز یہ عقیدہ بھی ہے کہ علی رضی اللہ عنہ سے محبت کرنے والا جنتی ہے خواہ وہ یہودی، نصرانی یا مشرک ہی کیوں نہ ہو اور۔نعوذ باللہ۔ صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے محبت کرنے والا جہنمی ہے خواہ اس کے دل میں اہل بیت کے تئیں محبت ہی کیوں نہ ہو، چنانچہ اس عقیدہ کی بنیاد پر یکون زنینا بن اسحاق نامی ایک عیسائی اور ابن فضلون نامی ایک یہودی کو ان لوگوں نے جنتی قرار دیا ہے۔(مختصر التحفة الاثنی عشریة ص ۲۸۴-۲۸۵) اور شاید یہی وجہ ہے کہ ایران میں عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے مجوسی قاتل کے نام پر مزار تعمیر ہے اور اس کے اردگرد شرک وکفر کے وہ سارے اعمال انجام دیے جاتے ہیں جو مزارات پر ہوتے ہیں۔ رہی بات قبر حسین کی تو وہ خانۂ کعبہ سے زیادہ مقدس اور اس کے اردگرد انجام پانے والا عمل کئی ہزار حج وعمرہ سے زیادہ افضل ہے۔(الرافضة وتفضیل قبر الحسین للدکتور عبدالمنعم السامرای ص ۱۳)

یہ ہے شیعوں کے یہاں اہل بیت کی حقیقت، یقیناً حب اہل بیت کی آڑ میں درپردہ یہ لوگ ختم نبوت کے منکر اور شریعت اسلامیہ کو معطل قرار دینے والے ہیں اور یہ سب کے سب یہود اور منافقین کے پھینکے ہوئے لقمے ہیں جنہیں یہ چبارہے ہیں اور ان کے پھیلائے ہوئے جال کے شکار بنے ہوئے ہیں۔

۵۔ روافض کے سلسلہ میں ان کے اہل بیت کا موقف:

آیئے اہل سنت وجماعت اور شیعہ حضرات کے مصادر سے ائمۂ اہل بیت کی چند

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نصوص کو دیکھیں جن سے بخوبی اندازہ ہو سکے گا کہ روافض کے سلسلہ میں خود ان کے اہل بیت کا کیا نظریہ تھا؟ یوں تو نهج البلاغة میں علی رضی اللہ عنہ کے بے شمار ایسے خطبے ہیں جن میں انہوں نے شیعوں کی مذمت بیان کی ہے، ایک مرتبہ ان سے کچھ اس طرح مخاطب ہوتے ہوئے کہتے ہیں:

”تم حق کو ترک کر چکے ہو، اپنے امام کے نافرمان ہو، تم خائن و بددیانت اور فسادی ہو، اگر تم میں سے کسی شخص کے پاس ایک پیالہ بھی بطور امانت رکھ دیا جائے تو مجھے خطرہ ہے کہ اور کچھ نہیں تو تم اس کا دستہ ہی اتار لو گے۔

اے اللہ! میں ان سے بیزار ہو چکا ہوں، یہ مجھ سے اکتا چکے ہیں، اے اللہ! مجھے ان سے بہتر ساتھ نصیب فرما اور ان پر مجھ سے بدتر امام مسلط فرما، اے اللہ! انہیں نیست و نابود فرما جس طرح کہ نمک پانی کے اندر تحلیل ہو کر نیست و نابود ہو جاتا ہے۔“

(نهج البلاغة ص ۲۷ مطبوعه بيروت)

اور مسعودی نے مروج الذهب (۳/۶۰) میں لکھا ہے کہ علی رضی اللہ عنہ نے ابوبکر، عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم کی صفات حمیدہ کا ذکر کر کے خوب تعریف کی اور اس کے بعد فرمایا: اللہ کا غضب نازل ہو اس شخص پر جو ان کی شان گھٹائے اور تا قیامت اس پر اللہ کی لعنت نازل ہوتی رہے۔

اور زید بن وہب کہتے ہیں کہ سوید بن غفلہ ایک دفعہ علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا کہ میرا گزر ایسی قوم کے پاس سے ہوا جو ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کے سلسلہ میں غلط باتیں کر رہے تھے اور ان کا کہنا تھا کہ آپ بھی ان کے ہم خیال ہیں اور ان میں عبداللہ بن سبا بھی تھا تو علی رضی اللہ عنہ نے کہا: میرا اس سیاہ فام خبیث سے کیا واسطہ؟ پھر فرمایا: معاذ اللہ میں تو ان کے سلسلہ میں صرف حسن ظن رکھتا ہوں، پھر عبداللہ بن سبا کو انہوں نے مدائن بھیج دیا اور کہا: میں اور وہ کبھی بھی کسی ایک

شہر میں یکجا نہیں ہو سکتے، پھر منبر کا رخ کیا اور جب سب لوگ اکٹھا ہو گئے تو شیخین کی خوب تعریفیں کرنے کے بعد اخیر میں کہا:

ألا و لا يبلغني عن أحد يفضلني عليهما إلا جلدته حد المفترى.

”خبردار کسی کے بارے میں مجھ تک یہ بات نہ پہنچے کہ وہ مجھے ان دونوں پر فوقیت دیتا ہے ورنہ میں اس پر حد قذف نافذ کروں گا۔“

اس واقعہ کو ابو اسحاق فزاری نے کتاب **السير في الأخبار والأحداث** (ص ۳۲۷) میں ذکر کیا ہے اور اس کی سند صحیح ہے۔

اور مجلسی (بحار الأنوار ۲۵/۲۷۰) نے علی رضی اللہ عنہ کا یہ قول نقل کیا ہے، فرماتے ہیں:

إياكم والغلو فينا، قولوا: إنا عبيد مربوبون.

”ہمارے سلسلہ میں غلو سے دور رہو اور کہو: ہم تو صرف اللہ کے بندے اور اس کے غلام ہیں“

اور حسن بن علی رضی اللہ عنہ کو جب شیعوں کے اس عقیدہ کی خبر ہوئی کہ قیامت قائم ہونے سے پہلے علی رضی اللہ عنہ مبعوث ہوں گے تو فرمایا:

كذبوا والله ماهؤلاء بالشيعة لو علمنا أنه مبعوث ما زوجنا نساءه ولا اقتسمنا ماله (مسند أحمد ۱/۱۴۸ او صححه الأرناؤوط والذهبي في السير ۳/۲۶۳)

”اللہ کی قسم ان لوگوں نے دروغ گوئی سے کام لیا ہے، یہ ہمارے انصار و مددگار نہیں ہیں، اگر ہمیں دوبارہ دنیا میں ان کی آمد کی خبر ہوتی تو ان کی بیویوں کی ہم شادی نہ کراتے اور نہ ہی میراث کو باہم تقسیم کرتے۔“

اور دوسرے مقام پر فرماتے ہیں کہ میں نے اہل کوفہ کو آزمایا ہے وہ سب کے سب بے وفا، بدعہد اور منافق لوگ ہیں۔ زبان سے کہتے ہیں کہ وہ ہمارے ساتھ ہیں جب کہ ان کی تلواریں ہمارے خلاف سونتی ہوئی ہیں۔ (کتاب الاحتجاج از طبرسی ص ۱۴۸)

اور حسین رضی اللہ عنہ جن سے حد درجہ شیعہ حضرات عقیدت و محبت کا دم بھرتے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہیں، ان کا فرمان ہے:

اللھم إن أھل العراق غرونی وخدعونی و صنعوا بأخی ماصنعوا، اللھم شتت علیھم أمرھم و أحصھم عدداً. (سیر أعلام النبلاء للذھبی ۳/۳۰۲)

"اے اللہ! اہل عراق نے مجھے دھوکہ دیا اور میرے ساتھ بے وفائی کی ہے اور میرے بھائی (مسلم بن عقیل) کے ساتھ بہت برا سلوک (قتل) کیا ہے، اے اللہ! ان کے اتحاد کو پارہ پارہ کردے اور انہیں ایک ایک کرکے شمار کر۔"

اور جب آپ کو کوفہ کے شیعوں نے کوفہ میں دشمنوں کے سپرد کرکے دھوکہ دیا تو انہیں مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

اے کوفہ کی جماعت! ہلاکت وبربادی تمہارا مقدر بنے تم نے ہمیں بڑی عقیدت کے ساتھ بیعت کے لئے بلایا، ہم چلے آئے یہاں آکر ہم نے دیکھا کہ تم نے ہمارے خلاف تلواریں سونت رکھی ہیں اور تم ہمارے دشمنوں کے ساتھ مل چکے ہو حالانکہ نہ ہمارے دشمنوں نے تمہارے ساتھ کوئی نیکی کی کہ تم ان کا ساتھ دو اور نہ ہم نے تمہارے ساتھ کوئی برا سلوک کیا کہ تم ہمارے خلاف ہوجاؤ، ہماری تلواریں نیاموں میں تھیں تم نے انہیں بے نیام کروادیا، فضا پرامن تھی تم نے اسے جنگ وجدال کا ماحول پیدا کرکے آلودہ کیا، ہمارا قطعا جنگ کرنے کا ارادہ نہیں تھا تم نے ہمیں اس پر مجبور کیا۔ اللہ کرے تم ہلاک وبرباد ہوجاؤ۔" (کتاب الاحتجاج از طبرسی ص ۴۵)

اور شیعوں کے چوتھے امام علی بن حسین جو زین العابدین کے لقب سے ملقب ہیں فرماتے ہیں:

یاأھل العراق! أحبونا حب الإسلام ولاتحبونا حب الأصنام فمازال بنا حبکم حتی صار علینا شینا (سیر أعلام النبلاء ۳/۳۰۲)

"اے اہل عراق! ہم سے اسلام کی محبت کرو، بتوں سے جو محبت کی جاتی ہے وہ محبت ہم سے نہ کرو، کیونکہ تمہاری یہ محبت ہمارے لئے تو عیب بن گئی ہے۔"

یہی امام زین العابدین ہیں کہ ان کے پاس عراق سے کچھ لوگ آئے اور انہوں نے ابوبکر وعمر اور عثمان رضی اللہ عنہم کی جی بھر کے عیب چینی کی اور جب اس سے فارغ ہوئے تو آپ نے انہیں مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ کیا تمہارا تعلق اولین فقراء مہاجرین سے ہے؟ انہوں نے کہا کہ نہیں، پھر کہا کہ تمہارا تعلق مدینہ کے انصار صحابہ سے ہے جنہوں نے مہاجرین کو اپنے یہاں پناہ دی تھی؟ انہوں نے جواب دیا کہ نہیں، اس پر انہوں نے ان سے متعلق سورۂ حشر کی آیت نمبر ۸ اور ۹ کی تلاوت فرمائی جس میں مہاجرین اور انصار کا تذکرہ ہے۔ پھر کہا کہ جب تم لوگوں نے ان دونوں مقدس گروہوں سے اپنی علاحدگی اور براءت کا اظہار کر ہی دیا ہے تو میں گواہی دیتا ہوں کہ تمہارا تعلق ان کے بعد آنے والے ان کے دینی بھائیوں سے بھی نہیں ہے اور اس کے بعد سورۂ حشر کی آیت نمبر ۱۰ تلاوت کی، جس میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَالَّذِيْنَ جَاؤُوْا مِنْ بَعْدِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِإِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْإِيْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ آمَنُوْا... الآية (الحشر: ۱۰)

"جو لوگ ان کے بعد آئے وہ کہتے ہیں: اے اللہ! ہم میں سے ایمان میں سبقت کرنے والے بھائیوں کی مغفرت فرما اور مومنوں کے خلاف ہمارے دلوں میں بغض وکینہ نہ رکھ۔"

(کشف الغمة از أردبیلی ۲/۷۸، وحلیة الأولیاء از أبونعیم ۳/۱۳۷)

اور حسن بن حسن بن علی رحمہ اللہ نے ایک رافضی کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

اللہ کی قسم اگر اللہ ہمارے لئے ممکن کردے تو ہم تمہارے ہاتھ پیر توڑ ڈالیں اور تمہاری توبہ بھی قبول نہ کریں، اور کہا: رافضی ہم پر ایسے سوار ہوگئے ہیں جیسے حروری (خوارج) علی رضی اللہ عنہ پر سوار ہوگئے تھے۔ (فضائل الصحابة ومناقبهم للدارقطنی ص ۵۸ بإسناد حسن)

اور زید بن علی رحمہ اللہ جن کی جانب فرقۂ زیدیہ منسوب ہے، کہتے ہیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

”ابوبکروعمر سے براءت کا اظہار کرنا علی رضی اللہ عنہ سے براءت کا اظہار کرنے کے مترادف ہے چاہے مقدم کرو یا مؤخر۔“ (شرح أصول اعتقاد أهل السنة از لالكائی ۷/۱۳۰۲)

اورشیعوں کے ساتویں امام موسی کاظم کہتے ہیں: اگر میں شیعہ کو آزماؤں تو ثابت ہوجائے گا کہ ان کے پاس زبانی جمع خرچ کے علاوہ کچھ نہیں ہے اوران کا امتحان لوں تو یہ ثابت ہوجائے گا کہ وہ سب مرتد ہیں۔ (كتاب الروضة من الكافي از كليني ۸/۱۰۷ مطبوعه هند)

اورملّا باقر مجلسی نے امام موسی کاظم سے، اسی طرح کشی نے امام جعفر صادق سے ایک روایت نقل کی ہے جس میں ہے کہ میرے احکامات کی اطاعت کرنے والا عبداللہ بن یعفور کے سوا کوئی نہیں ہے۔ (مجالس المؤ منين ص ۱۴۴ مطبوعه ايران، ورجال الكشي ص ۲۱۵ مطبوعه عراق)

اورامام جعفر صادق جن کی جانب فرقۂ جعفریہ منسوب ہے شیعوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

إنكم على دين من كتمه أعزه الله ومن أذاعه أذله الله. (أصول الكافي ۲/۲۲۲ مطبوعه ايران)

”تم لوگ ایسے دین پر قائم ہو جو اسے چھپائے اللہ اسے عزت وسربلندی عطا فرمائے گا اور جو اس کی نشر واشاعت کرے گا اللہ اسے ذلیل وخوار کردے گا۔“

انہوں نے ہی ایک دفعہ کہا تھا کہ جو شیخین سے اظہار براءت کرے گا اللہ تعالی اس سے بریٔ الذمہ ہے۔ (سير أعلام النبلاء ۴/۲۶۰)

یہ شیعوں کے ائمۂ اہل بیت کے چند فرمودات تھے جن میں سے بیشتر کو خود انہیں کے مراجع ومصادر سے نقل کیا گیا ہے۔ اب فیصلہ کرنا چنداں مشکل نہیں ہے کہ جنہیں ربوبیت والوہیت کے مقام پر فائز کیا جاتا ہے وہ خود اپنے ماننے والوں کے تئیں کس طرح کا نظریہ رکھتے تھے؟ جب ان کی اپنی ہی کتابوں میں ان کے اپنے

ائمہ ان سے اس قدر براءت کا اظہار کرتے رہے ہیں تو بروز حشر ان سے علاحدگی کے بارے میں آخر کیا پوچھنا جس کی بابت متعدد آیات موجود ہیں؟

فصل سوم: صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اوران کا مقام ومرتبہ:

صحابۂ کرام - رضوان اللہ علیہم اجمعین - انسانی تاریخ کی ایسی پاکیزہ جماعت ہیں کہ جب ان کا ذکر جمیل زبان پر آتا ہے یا ان کے سلسلہ میں اشہب قلم کو مہمیز لگاتا ہوں تو یکلخت جنبش قلم رک جاتی ہے اور زبان گنگ ہوجاتی ہے اور ذہن ودماغ میں ان کی جاں نثاری وفداکاری کے ان گنت واقعات گردش کرنے لگتے ہیں کیونکہ انبیاء ورسل علیہم الصلاۃ والسلام کے مبارک سلسلہ کے بعد چشم فلک نے ان کا ثانی نہیں دیکھا، جو شجرۂ اسلام کی آبیاری میں اپنی بے لوث خدمات نیز طاغوتی طاقتوں کی سرکوبی اوران سے نبرد آزمائی میں تن من دھن کی بازی لگادینے میں اپنی مثال آپ تھے، جو حُب الٰہی سے سچ مچ سرشار اور اسوۂ نبوی کے حقیقی آئینہ دار تھے، جو دل کے سچے، من کے پکے، عزم کے پہاڑ اور وعدے کے پاسدار تھے، جو اگرچہ نان شبینہ کے محتاج تھے پر ان کی سطوت سے قیصر وکسری کی سلطنتیں لرزہ براندام تھیں ”رضی اللہ عنهم“ جن کا طغرائے امتیاز اور ”وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى“ جن کی شادکامیوں پر بانگ دہل اعلان تھا۔

صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کی فضیلت کے سلسلہ میں صرف اتنا کافی ہے کہ اللہ رب العزت نے انہیں امام الانبیاء جناب محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت ورفاقت کے لئے منتخب کیا اورانہوں نے عہد نبوت ہی نہیں بلکہ اپنی آخری سانس تک ایسے فقید المثال کارہائے نمایاں انجام دیے جن کے بغیر اسلامی تاریخ نامکمل اور احکام شریعت کا صحیح فہم ناممکن ہے بلکہ چہاردانگ عالم میں اس وقت سے لے کر ہنوز ایمان واسلام اور علم وآگہی کی جو شعاعیں ہم دیکھ رہے ہیں وہ انہیں کی رہین منت

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

ہیں اور قرآن وسنت جن پر مذہب اسلام کا دارومدار ہے، کو ہم تک انہیں نفوس ہی نے تو پہنچایا ہے۔ انھوں نے ہجرتیں کیں، مکی دور میں مشرکین کے ستم کا نشانہ بنے اور مدنی دور میں پورے طور پر داخلی اور خارجی ہر اعتبار سے اعداء اسلام سے برسر پیکار رہے اور جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی روح پرواز کر گئی تو ہر شخص اپنی بساط بھر دین اسلام کی ترویج واشاعت کے لئے کمربستہ ہوگیا اور صرف اسی کو اپنا نصب العین متعین کرکے رب کی سرزمین میں پھیل گیا۔ لہذا جو ہستیاں اسلام کی راہ میں اپنا سب کچھ نچھاور کردیں اور ان کا مطمح نظر صرف رضاء الٰہی ہو اور اسی کے لئے سب کچھ خندہ پیشانی سے برداشت کرنے کے لئے تیار ہوں تو بھلا علام الغیوب جو کہ اعدل العادلین ہے وہ انہیں صحیح مقام کیوں نہیں عطا کرے گا؟

عام لوگوں کی نظر میں سب سے بہتر اور پسندیدہ وہی شخص سمجھا جاتا ہے جس کا ظاہر وباطن آئینہ کے مانند بالکل صاف وشفاف اور قابل ستائش ہو چنانچہ اللہ رب العالمین نے سورۂ فتح کے اندر صحابۂ کرام کے ظاہر وباطن کا تزکیہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰهِ وَالَّذِينَ مَعَهُ أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ تَرَاهُمْ رُكَّعاً سُجَّداً يَبْتَغُونَ فَضْلاً مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَاناً (الفتح: ۲۹)

”محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں اور آپ کے رفقاء کفار کے سلسلہ میں سخت نیز آپس میں رحم دل ہیں، آپ انہیں رکوع وسجدہ کی حالت میں اپنے رب کا فضل اور خوشنودی تلاش کرتے ہوئے دیکھ رہے ہیں، ان کی پیشانیوں پر سجدے کے آثار ہیں۔“

یہاں آیت کے اندر ”تراهم ركعا سجدا“ کے ذریعہ ان کی ظاہری خوبی اور ”يبتغون فضلا من الله ورضوانا“ کے ذریعہ ان کی باطنی خوبی کو آشکارا کیا گیا ہے اور ان کی باطنی خوبی کو مزید واضح کرتے ہوئے فرمایا:

لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِينَ إِذْ يُبَايِعُونَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِي قُلُوبِهِمْ فَأَنزَلَ السَّكِينَةَ عَلَيْهِمْ وَأَثَابَهُمْ فَتْحاً قَرِيباً (الفتح: ۱۸)

”اللہ تعالی اس وقت مومنوں سے راضی ہوگیا جب کہ وہ درخت کے نیچے آپ سے بیعت کررہے تھے، اسے ان کے نہاں خانۂ دل کی قطعی واقفیت ہوگئی اور ان پر اطمینان نازل فرمایا اور انہیں قریب کی فتح عنایت فرمائی۔“

اور سورۂ حشر میں اللہ رب العالمین ان کے اسی امتیازی وصف کو کچھ اس انداز میں بیان فرماتا ہے:

يَبْتَغُونَ فَضْلاً مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَاناً وَّيَنصُرُونَ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ أُولٰئِكَ هُمُ الصَّادِقُونَ (الحشر: ۸)

”وہ فضل باری تعالی اور اس کی خوشنودی کے جویا ہوتے ہیں نیز اللہ اور اس کے رسول کے انصار ومددگار ہیں اور حقیقی معنوں میں صدق وصفا کے پیکر ہیں۔“

اس کے برعکس اسی زمانہ کے منافقین کا پردہ چاک کرتے ہوئے فرماتا ہے:

إِذَا جَاءَكَ الْمُنَافِقُونَ قَالُوا نَشْهَدُ إِنَّكَ لَرَسُولُ اللّٰهِ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ إِنَّكَ لَرَسُولُهُ وَاللّٰهُ يَشْهَدُ إِنَّ الْمُنَافِقِينَ لَكَاذِبُونَ (المنافقون: ۱)

”جب منافقین آپ کے پاس آتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم اس بات کے گواہ ہیں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں جب کہ اللہ تعالی کو بخوبی معلوم ہے کہ آپ اسی کے رسول ہیں اور وہ گواہ ہے کہ منافقین قطعا جھوٹے ہیں۔“

اور سورۂ توبہ میں اللہ رب العالمین صحابہ کے مقام کو کچھ یوں واضح کرتے ہوئے فرماتا ہے:

وَالسَّابِقُونَ الْأَوَّلُونَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنصَارِ وَالَّذِينَ اتَّبَعُوهُم بِإِحْسَانٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ وَأَعَدَّ لَهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي تَحْتَهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَداً ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ (التوبة: ۱۰۰)

”انصار ومہاجرین میں سے (ایمان لانے میں) سبقت کرنے والے اور احسان کے ساتھ جو ان کے پیرو ہیں، اللہ ان سب سے راضی ہوا اور وہ اللہ تعالی سے راضی ہوئے اور اللہ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

نے ان کے لئے ایسے باغ مہیا کر رکھے ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی جن میں ہمیشہ رہیں گے، یہ بڑی کامیابی ہے۔"

یہاں آیت کے اندر انصار ومہاجرین کا تذکرہ اللہ رب العالمین نے بلا قید احسان کے کیا جب کہ ان کے پیروکاروں کے لئے احسان کی قید لگائی ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ تمام صحابہ محسن ہیں اسی لئے بطور نتیجہ آگے "رضی اللہ عنہم" کے تمغہ سے انہیں سرفراز کیا، اور سورۂ حدید کے اندر تو اللہ رب العالمین نے واضح طور پر انصار ومہاجرین تمام صحابۂ کرام خواہ فتح مکہ سے پہلے مشرف بہ اسلام ہوئے ہوں یا اس کے بعد سبھوں کو جنت کی نوید سنائی ہے۔ فرمان باری تعالی ہے:

لَا يَسْتَوِى مِنكُم مَّنْ أَنفَقَ مِن قَبْلِ الْفَتْحِ وَقَاتَلَ أُولَئِكَ أَعْظَمُ دَرَجَةً مِّنَ الَّذِينَ أَنفَقُوا مِن بَعْدُ وَقَاتَلُوا وَكُلًّا وَعَدَ اللَّهُ الْحُسْنَى وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ (الحدید: ۱۰)

"تم میں سے جن لوگوں نے فتح (مکہ) سے پہلے اللہ کی راہ میں خرچ کیا اور قتال کیا وہ (دوسروں کے) برابر نہیں ہیں بلکہ ان سے بہت بڑے درجے کے ہیں جنہوں نے فتح کے بعد خیراتیں دیں اور جہاد کئے البتہ سبھوں سے (جنت کا) وعدہ اللہ نے کیا ہے اور جو کچھ تم کر رہے ہو اللہ اس سے باخبر ہے۔"

یہاں آیت کے اندر فرق مراتب کے ساتھ سبھوں کے لئے جنت کا وعدہ فرمایا ہے، صحیح حدیث میں "الحسنی" کے معنی جنت آیا ہوا ہے۔ (ملاحظہ ہو: صحیح مسلم رقم: ۴۴۸، ۴۴۹)

یہ اور اس قسم کی کئی آیتوں میں صحابۂ کرام کے مقام ومرتبہ کو اجاگر کیا ہے، اب آیئے چند حدیثوں کی روشنی میں ان کے مقام کو پہچاننے کی کوشش کریں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

النجوم أمنة للسماء، فإذا ذهبت النجوم أتت السماء ماتوعد

وأنا أمنة لأصحابي فإذا ذهبت أتى أصحابي ما يوعدون، وأصحابي أمنة لأمتي فإذا ذهب أصحابي أتى أمتي ما يوعدون. (صحیح مسلم رقم: ۲۵۳۱)

"ستارے آسمان کے محافظ ہیں ان کے چلے جانے کے بعد آسمان کو وہ چیزیں لاحق ہوں گی جن کا وعدہ کیا گیا ہے اور میں اپنے صحابہ کے لئے محافظ ہوں جب میں چلا جاؤں گا تو میرے صحابہ جن چیزوں کا وعدہ کئے گئے ہیں، ان سے دوچار ہوں گے اور میرے اصحاب میری امت کے محافظ ہیں جب وہ اس دنیا سے چلے جائیں گے تو میری امت کو وہ لاحق ہوگا جس کا ان سے وعدہ کیا گیا ہے۔"

اور یہ حقیقت بھی ہے کہ صحیح معنوں میں یہ گروہ امن وسلامتی کا پیامبر تھا کہ جس کے دنیا سے رخصت ہوجانے کے بعد افتراق وانتشار کی بادصرصر چل پڑی اور ذلت وخواری اور شکست وریخت امت کا مقدر بن گئی۔

اور ایک دوسری حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابۂ کرام کا ذکر جمیل کچھ اس انداز میں کرتے ہیں:

اللّٰه اللّٰه في أصحابي لا تتخذوهم غرضا من بعدي فمن أحبهم فبحبي أحبهم ومن أبغضهم فببغضي أبغضهم ومن آذاهم فقد آذاني ومن آذاني فقد آذى الله ومن آذى الله فيوشك أن ياخذه (صحیح ابن حبان رقم ۷۲۵۶ وسنن الترمذی رقم ۳۸۷۱ اور یہ حدیث شواہد کی بنیاد پر حسن لغیرہ ہے۔ تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو: فضائل الصحابة از ڈاکٹر سعود بن عید الصاعدی ج ۱ ص ۴۶۱-۴۶۵)

"خبردار! اللہ کے واسطے میرے صحابہ کا خیال رکھنا، میرے بعد انہیں مشق ستم مت بنانا جس نے ان سے محبت کی تو میری محبت کی وجہ سے ان سے محبت کی اور جس نے ان سے نفرت کی تو مجھ سے نفرت کرنے کی وجہ سے ان سے نفرت کی اور جس نے انہیں ایذا پہنچائی تو حقیقت میں اس نے مجھے ایذا پہنچائی اور جس نے مجھے ایذا پہنچائی تو اس نے اللہ کو ایذا پہنچائی اور جو اللہ کو ایذا پہنچاتا ہے تو عنقریب وہ اس کی گرفت میں آجائے گا۔"

یہاں پر صحابۂ کرام کو طعن تشنیع کا نشانہ بنانے کی سخت مذمت وارد ہوئی ہے اور انہیں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تکلیف دینا غضب الٰہی کو دعوت دینے کے مترادف قرار دیا گیا ہے اور ایک روایت سے تو مزید کھل کر ان کے مقام کا صحیح اندازہ ہوتا ہے چنانچہ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ ایک دفعہ کسی وجہ سے خالد بن ولید اور عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہما کے مابین تو تو میں میں ہوگئی اور اس موقع پر خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کو سخت سست کہا، اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سخت خفا ہوئے اور فرمایا:

لاتسبوا أصحابی فو الذی نفسی بیده لو أنفق أحد مثل أحد ذهبا لن یبلغ مد أحدهم و لا نصیفه. (صحیح بخاری رقم: ۳۶۷۳ و صحیح مسلم رقم: ۲۵۴۱)

”میرے صحابہ کو برا بھلا مت کہو قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر تم میں کا کوئی شخص اللہ کی راہ میں احد پہاڑی کے برابر سونا خرچ کردے تو ان کے ایک مد (چھ سو گرام) یا نصف مد (تین سو گرام) کے برابر بھی نہیں پہنچ سکتا ہے۔“

یہاں پر غور کرنے کا مقام ہے، معاملہ دو انتہائی جلیل القدر صحابہ کے مابین کسی معمولی سی بات پر تلخ کلامی کا ہے حالانکہ اسلام کی سربلندی میں دونوں کی قربانیاں مشہور ہیں، دونوں جنت کی نوید پا چکے ہیں فرق صرف اتنا ہے کہ عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ سابقین اولین میں سے ہیں جب کہ خالد رضی اللہ عنہ فتح مکہ کے موقع پر اسلام لانے والوں میں سے ہیں اور دونوں کے تئیں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا مشہور قول ہے کہ اصحاب محمد کو گالی گلوج مت دو کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں ان کی چند ساعتیں تمہاری عمر بھر کی عبادت سے بہتر ہیں۔ (صحیح سنن ابن ماجه، و کذا صححه البوصیری فی زوائده ۱/۲۴) یہاں محض سبقت اسلام کی بنیاد پر عبدالرحمٰن اگر اللہ کی راہ میں تقریبا چھ سو یا تین سو گرام سونا خرچ کریں اور خالد احد جیسی پہاڑی کے برابر سونا خرچ کریں تو بھی وہ عبدالرحمٰن کے رتبہ کو نہیں پہنچ سکتے ہیں جب یہ حال جلیل القدر صحابہ کے مابین کا ہے تو بھلا جنہوں نے ایمان کی حالت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے

رخ انور کا دیدار تک نہ کیا ہو وہ کیوں کر ان کی ہمسری کر سکتے ہیں، یہی وجہ ہے کہ جب عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ سے کسی سائل نے عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ اور صحابی رسول معاویہ رضی اللہ عنہ کے مابین افضلیت کی بابت دریافت کیا تھا تو امام صاحب نے انتہائی سخت لہجہ میں جواب دیا تھا:

”اللہ کی قسم! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں جو گرد و غبار معاویہ رضی اللہ عنہ کی ناک میں داخل ہوا وہ عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ سے افضل ہے، معاویہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتدا میں صلاۃ ادا کی ہے، آپ نے رکوع سے اٹھتے ہوئے **سمع اللّٰہ لمن حمدہ** کہا، اس عظیم ترین شرف سے بڑھ کر آخر کیا رہ جاتا ہے۔“ (البدایة و النهایة لابن کثیر ۸/۱۳۹)

سچ کہا ہے خطیب بغدادی رحمہ اللہ نے کہ اگر کتاب و سنت کے اندر ان کی مدح سرائی اور تعریف کا تذکرہ نہ بھی ہوتا تو اللہ کی راہ میں ان کا جہاد، ہجرت و نصرت، جان و مال کی قربانی، رضاء الٰہی کی خاطر آباء و اجداد اور اولاد و اقارب تک کو قتل کر دینا، دین کے تئیں ان کی خیر خواہی اور ان کی ایمانی قوت و صلابت ہی تمام انسانیت میں ان کی افضلیت اور عدالت کے لئے کافی ہے۔ (الکفایة فی فنون الروایة ص ۴۹)

یوں تو صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے فضائل و مناقب کے لئے ذکر کردہ چند سطور کچھ نہیں ہیں بلکہ یہ تو صرف ایک اشارہ ہے تاکہ لوگ ان کی عظمت اور ان کے مقام و مرتبہ کو پہچان سکیں اور امت مسلمہ مجد و کرامت اور عز و شرف کی گزشتہ تاریخ دہرا سکے اور اپنے بھولے ہوئے سبق کو تازہ کر سکے کیوں کہ مسلمانوں کی کثیر تعداد ذاتی مصالح یا جہالت و نادانی کی بنیاد پر حاسدین صحابہ اور ارباب رفض و تشیع کی ہمنوائی کر رہی ہے اور انہیں کا راگ الاپ رہی ہے حالانکہ یہ سادہ لوح مسلمان فتنہ پردازوں کی سازش سے یکسر نابلد ہیں کیونکہ صحابہ کو ہدف تنقید بنانے اور ان کی سیرت و کردار کو حب جاہ و منصب، خیانت، کنبہ پروری اور اقربا نوازی کی تہمتوں کے ذریعہ داغدار کرنے کا مقصد مذہب اسلام سے لوگوں کو برگشتہ کرنا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ناکام معلم و مربی ثابت کرنا ہے جب کہ خود ان کا حال یہ ہے کہ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

منافقت بنام تقیہ ان کا یونیفارم اور زنا کاری بنام متعہ ان کی مقدس عبادت ہے، تمام صحابۂ کرام کو بجز چند کے متہم کرنا، انہیں مرتد و کافر گرداننا، ازواج مطہرات کو اپنی بے ہودہ گوئیوں کہ لوح و قلم اور زبان و بیان جن کے ذکر سے قاصر ہے، سے نوازنا ان کے صبح وشام کا مشغلہ ہے، ارکان ایمان واسلام کے منکر یا نیم منکر اور قرآن میں تحریف کے جو قائل ہیں اور سنت نبوی کے جملہ ذخائر کو نا قابل اعتبار سمجھنا جن کا وطیرہ ہے اور بس انتہاء نہیں بلکہ ابن سبا سے لے کر کوفہ کے کربلائیوں تک پھر مختلف ادوار میں مختار ثقفی سے لے کر فاطمیوں تک، سقوط بغداد سے لے کر سرحدی شیعہ علاقوں تک، شیعہ خلفاء اور ناصریوں دروزیوں سے لے کر ابن مطہر حلی تک اور ایران کو شیعہ بنانے سے لے کر خمینی تک اور اب ولایت الفقیہ کے نظریہ سے لے کر بلا تاخیر مہدی کی آمد تک تشیع کا سفر جاری ہے اور اس کے اثرات بد چہار جانب مرتب ہوتے رہے ہیں، جنہوں نے اپنی آدم خوری کا ننگا ناچ کہاں نہیں دکھایا؟ خواہ بالترتیب خلفاء ثلاثہ سیدنا عمر فاروق، عثمان ذی النورین، علی اور نواسۂ رسول حسین رضی اللہ عنہم کی جانکاہ شہادت کا معاملہ ہو، جنگ جمل وصفین، نہروان اور دیگر موقعوں پر صالحین کے قتل کی شکل میں اپنی سفاکیت و درندگی کا اظہار ہو یا پھر ایران میں دولت صفویہ یا اس سے قبل فاطمی عہد، قرامطہ کے علماء اہل سنت کے قتل کے واقعات ہوں یا اسی طرح اس دور میں عراق، شام، یمن، لبنان اور دیگر مسلم ممالک میں دشمنان اسلام سے مل کر اہل سنت و جماعت کو نیست و نابود کرنے کی منظم سازش ہو۔ الغرض ان کی عداوت و دشمنی اس قدر شدید ہے کہ جس کا اندازہ لگانا مشکل ہے، ہر مسلمان کو اس کا احساس نہیں ہے۔ جن کی خباثت اس قدر ہے کہ وہ یہود و نصاری سے بھی اپنے خبث میں بڑھے ہوئے ہیں۔ چنانچہ یہود سے اگر کہا جائے کہ تمہاری ملت کے سب سے بہترین کون لوگ ہیں تو وہ کہیں گے کہ اصحاب موسی اور اگر نصاری سے یہی دریافت کیا جائے تو وہ جواب میں کہیں گے کہ اصحاب عیسی اور اگر روافض سے دریافت کیا جائے کہ تمہارے مذہب میں سب سے بدترین کون لوگ

ہیں تو کہیں گے کہ اصحاب محمد جن کے چند کو چھوڑ کر سبھوں کی انہوں نے تکفیر کی ہے۔

اب ذرا عقلمندی سے غور کریں کہ اسلام کا دارومدار قرآن وسنت پر ہے اور ان کے ناقلین صحابہ جن پر قرآن کی تمام سندوں کا دارومدار ہے بجز علی کے سبھی کو یہ کافر قرار دیتے ہیں، ان کے اسماء حسب ذیل ہیں: عمر، عثمان، علی، ابوالدرداء، ابوموسی اشعری، زید بن ثابت، عبداللہ بن عباس، عبداللہ مسعود، ابوہریرہ اور ابی بن کعب رضی اللہ عنہم اسی طرح وہ صحابۂ کرام جن سے احادیث کا اکثر مجموعہ منقول ہے ان کی تعداد کل سات ہے: ابوہریرہ، جابر بن عبداللہ، انس بن مالک، عبداللہ بن عباس، عبداللہ بن عمر، عبداللہ بن مسعود اور عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہم اور جب یہ لوگ ان صحابۂ کرام کو اپنی تنقید کا نشانہ بناتے ہوئے ان کی تکفیر کرتے ہیں تو بھلا اسلام کی ان کی نگاہوں میں کیا وقعت ہوگی جو اسلام ان کا ذریعۂ نجات اور اخروی سعادت کا پیش خیمہ ہے؟

ایسے میں ہر مسلمان کو چاہئے کہ وہ اللہ رب العالمین سے دعا کرے کہ اے الہ العالمین ہمارے دلوں میں صحابۂ کرام کی محبت وعظمت پیوست کردے، ہمیں ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا کرے، سعادت دارین سے مالا مال کرکے اہل سنت کو باہم شیر وشکر رہنے اور کسی بھی طور پر اعداء صحابہ ارباب رفض وتشیع کی ہمنوائی سے دور رکھے اور ان پر کیچڑ اچھالنے اور ان کی کردار کشی کرنے والوں کا ڈٹ کر مقابلہ کرنے کی ہمت اور جرأت عطا فرمائے۔ آمین۔

باب دوم:

اہل بیت اور صحابۂ کرام کے مابین تعلقات کے چند انوکھے مظاہر:

اسلام کی زریں تاریخ کی یہ بدنصیبی رہی ہے کہ اس کے جلو میں انصاف پسند مؤرخین کے علاوہ حقائق کو توڑ مروڑ کر پیش کرنے والے باطل افکار ونظریات کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حامل مؤرخین بھی رہے ہیں جنہوں نے اپنی مصلحت کیشیوں، سیاسی مقاصد اور اپنے مسلکی عقائد کی تبلیغ کے لئے تحریف وتبدیل اور تزویر وتشکیک کا سہارا لے کر تاریخ کے رخ زیبا کو آلودہ وداغدار کرنے کی سعی نامسعود کی ہے، جس کا اثر یہ ہوا کہ بہت سارے مسلم بھائی حقائق کے تئیں صحیح اور واضح تصور سے نابلد ہونے کے سبب ان اباطیل وشبہات اور غلط پروپیگنڈوں سے متاثر ہوکر انہیں بسروچشم قبول کر کے المناک فروگزاشتوں کے شکار ہوگئے اور رطب ویابس کے مابین بحث وتمحیص کی چنداں ضرورت محسوس نہیں کی۔ چنانچہ شیعہ حضرات جو روز اول ہی سے بزعم خویش اپنی کتابوں، ماتمی مجلسوں اور کانفرنسوں میں ہی نہیں بلکہ ہمہ وقت اپنے اہل بیت کی مظلومیت کی داستان سناتے رہتے ہیں اور تمام صحابہ کو عموما اور خلفاء ثلاثہ ابوبکر وعمر اور عثمان رضی اللہ عنہم اجمعین کو خصوصا، اسی طرح بنوامیہ کو بھی ظالم، اہل بیت کے حقوق کے غاصب اور کافر ومرتد قرار دیتے ہوئے انہیں -نعوذ باللہ- لعنتی اور رب کی رحمتوں سے دور سمجھتے ہیں اور یہ باور کرانے کی پوری کوشش کرتے ہیں کہ وہ ایک دوسرے کے خون کے پیاسے، حریف اور باہم ایک دوسرے سے نفرت وعداوت رکھتے تھے، حالانکہ یہ قطعا عقل میں آنے والی بات ہے ہی نہیں کیونکہ صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے اس مقدس گروہ (جس میں بلاشبہ بعض اہل بیت بھی ہیں) کا تعلق سابقین اولین مہاجرین وانصار، دنیا ہی میں جنت کا مژدۂ جانفزا سنائے جانے والے بہترین صدی کے بہترین لوگوں میں سے ہیں جو حاملین قرآن اور ناقلین سنت بھی ہیں، جو مدرسۂ نبوت کے اولین خوشہ چیں، نبوی دور حکومت کے وزراء ومشیران، دسترخوان پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم نوالہ وہم پیالہ، مجلسوں میں آپ کے ہم نشیں، صلوات خمسہ میں آپ کے مقتدی اور معرکوں میں آپ ہی کے جھنڈے تلے جام شہادت نوش فرمانے والے ہیں۔ جن کے فضائل ومناقب میں تاقیامت تلاوت کی جانے والی ان گنت وبے شمار محکم آیات اور زبان رسالت سے مدح وستائش میں وارد متعدد

احادیث موجود ہیں۔ الغرض جو اپنی آخری سانس تک اعلاء کلمۃ اللہ کی خاطر سرد و گرم، صحت ومرض، سفر وحضر، خوف وامن اور خوشحالی وپریشانی میں ہمہ وقت بچھے رہے۔ جو قرآن کی زبان میں أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ (دشمنوں کے خلاف ننگی تلوار اور حلقۂ یاراں میں بریشم کی طرح نرم) تھے۔ جن کی ایمان وتقوی کی محبت اور کفر وشرک کے تئیں نفرت وبیزاری کا نقشہ رب ذوالجلال کچھ اس طرح کھینچتا ہے:

وَلَٰكِنَّ اللَّهَ حَبَّبَ إِلَيْكُمُ الْإِيمَانَ وَزَيَّنَهُ فِي قُلُوبِكُمْ وَكَرَّهَ إِلَيْكُمُ الْكُفْرَ وَالْفُسُوقَ وَالْعِصْيَانَ أُولَٰئِكَ هُمُ الرَّاشِدُونَ(الحجرات:۷)

"لیکن اللہ نے تم کو ایمان کی محبت سے سرفراز فرمایا اور تمہارے نہاں خانۂ دل میں اسے مزین کر دیا اور کفر وفسق اور عصیان سے تم کو نفرت دلائی ایسے ہی لوگ راہ راست پر ہیں۔"

اور برسوں سے ان کے قلب ووجدان میں پیوست قبائلی عداوت وعصبیت کی جگہ الفت ومحبت کے بیج بونا یہ انسانی بساط سے باہر تھا چنانچہ ان کے شکستہ دلوں کو اللہ رب العالمین ہی نے کیسے مربوط کیا یہ صرف اسی کا فضل خاص ہے۔

فرمان باری تعالی ہے:

وَأَلَّفَ بَيْنَ قُلُوبِهِمْ لَوْ أَنفَقْتَ مَا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا مَّا أَلَّفْتَ بَيْنَ قُلُوبِهِمْ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ أَلَّفَ بَيْنَهُمْ إِنَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ(الأنفال:۶۳)

"اور اس (اللہ) نے ان کے دلوں میں الفت ومحبت پیدا کی اگر آپ روئے زمین کی ساری دولت خرچ کر دیں تو بھی انہیں باہم شیر وشکر نہیں کر سکتے بلکہ اللہ ہی ہے جس نے انہیں الفت ومحبت کی لڑی میں پرو دیا ہے، بے شک وہ غالب، حکمت والا ہے۔"

اب ان سب کے باوجود صحابۂ کرام کے سلسلہ میں محکم آیات اور متواتر احادیث سے چشم پوشی کرتے ہوئے قرآنی نصوص سے متصادم محض تاریخی روایات پر بھروسہ کر کے ان پر لعن وطعن کرنا، انہیں ہدف تنقید بناتے ہوئے کافر ومرتد قرار دے کر اہل بیت سے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ان کی نفرت وعداوت کی داستانیں سنانا حالانکہ اس نفرت وعداوت کی خلیج کو پاٹنے والا عرش بریں پر مستوی رب ذوالجلال والاکرام ہے، کیا قرآن وسنت کے ناقلین کو متہم کر کے خود قرآن وسنت کی معنویت وحیثیت کو مجروح قرار دینا نہیں ہے؟ کیا معلم انسانیت جنہوں نے علمی، عملی، اعتقادی اور اخلاقی ہر ناحیہ سے انہیں سنوارا تھا، کو۔نعوذ باللہ۔ ناکام ونامراد مربی ومعلم ثابت کرنا نہیں ہے؟ کیا اس مقدس جماعت سے اعتماد اٹھا کر شریعت عیسوی وموسوی کے مانند شریعت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پورے ڈھانچہ کو مشکوک ومشتبہ قرار دینا نہیں ہے؟ یہی وجہ ہے کہ مشہور محدث امام ابوزرعہ رحمہ اللہ نے فرمایا تھا کہ جب تم کسی کو دیکھو کہ وہ کسی صحابی کی تنقیص کر رہا ہے تو سمجھ لو کہ وہ زندیق ہے اس لئے کہ قرآن اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے یہاں برحق ہیں اور جو کچھ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم لائے ہیں وہ حق ہے اور ساری چیزیں ہم تک صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے واسطہ سے پہنچی ہیں۔لہذا جس نے صحابۂ کرام کو مجروح کیا وہ شخص کتاب وسنت کو باطل قرار دینا چاہتا ہے۔لہٰذا اسے زندیق اور گمراہ قرار دینا زیادہ احق واقوم ہے۔(منهاج السنة لابن تيمية ۱/ ۱۸)

اگر تعصب وتنگ نظری کی عینک کو اتار کر عدل وانصاف کے زاویہ سے دیکھیں اور غور کریں تو ہمیں یقینی طور پر معلوم ہوگا کہ اہل سنت وجماعت کے مراجع ومصادر کے علاوہ خود شیعہ حضرات کی امہات الکتب میں اہل بیت اور صحابۂ کرام کے مابین الفت ومحبت، عزت وتوقیر، گہری وابستگی اور ایک دوسرے کی حیثیت اور مقام ومرتبہ کا پاس ولحاظ رکھنے کی ان گنت وبے شمار مثالیں بھری پڑی ہیں۔ذیل میں دونوں کے مابین آپسی تعلقات اور گہرے مراسم کے چند ایسے مظاہر پیش کئے جارہے ہیں جو تہمت گروں کی حقیقت کو طشت ازبام کرنے کے لئے کافی ہوں گے، ان شاء اللہ۔

فصل اول:

اہل بیت اور صحابۂ کرام کے مابین ثنا خوانی اور حسن سلوک:

یوں تو صحابۂ کرام اور اہل بیت کے مابین ایک دوسرے کے فضائل ومناقب پر مبنی تعریفی کلمات اور انوکھے وقابل رشک معاملات کے تفصیلی تذکرہ کے لئے مستقل تصنیف درکار ہے لیکن ذیل میں خصوصیت کے ساتھ چند حضرات صحابہ مثلاً خلفاء راشدین اور عہد صحابہ میں موجود شیعہ حضرات کے نمایاں اہل بیت کے بعض ثنا خوانی اور قدردانی پر مشتمل تعریفی کلمات اور باہم الفت ومحبت اور احترام وتوقیر پر مبنی کچھ زریں مثالیں پیش کی جارہی ہیں جن سے بخوبی اندازہ لگایا جاسکے گا کہ وہ حضرات کس قدر ایک دوسرے کے فضل کے معترف اور ایمانی تقاضوں پر پورا اترنے والے تھے۔

۱۔صحابۂ کرام کے حق میں اہل بیت کی ثنا خوانی:

چوتھے خلیفۂ راشد علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ جمہور صحابۂ کرام کے اوصاف حمیدہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھیوں جیسی ہستیاں چشم فلک نے نہیں دیکھی ہوں گی۔ان کے دن اللہ کے دشمنوں سے جہاد اور راتیں اللہ کے حضور قیام میں گزرتی تھیں۔روز حشر کی ہولناکیوں کے خوف سے ان کے جسم لرزاں رہتے۔ان کی مبارک پیشانیوں کا نشان کثرت سجود کی غمازی کرتا تھا۔جب اللہ کی نعمت ونقمت کا ذکر ہوتا تو ان کی آنکھوں سے آنسورواں ہوجاتے اوران کے گریباں بھیگ جاتے، قہرالٰہی کے تصور سے ان کے جسموں پر کپکپی طاری ہوجاتی اور ثواب ورحمت کی امید سے وہ سرسبز وشاداب شجر کی مانند لہلہا اٹھتے۔“(نهج البلاغة ص ۱۴۳)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

اور ایک دوسرے مقام پر لوگوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

’’اے لوگو! اللہ تبارک وتعالی نے تم میں اپنے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بشارت دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا اور آپ پر کتاب نازل فرمائی، جس میں حلال وحرام اور فرائض اور سنتیں ہیں، آپ نے اپنی ذمہ داری ادا کی پھر ابو بکر کو لوگوں نے خلیفہ بنایا انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی راہ اختیار کی اور آپ کے طریقہ کو اپنایا، ابو بکر نے عمر کو خلیفہ بنایا تو انہوں نے بھی اسی طرح کیا۔‘‘

(الفتوح لابن اعثم ۳۹۶/۱ اور اسی مفہوم کی روایت مسند احمد رقم ۱۰۵۵، ۱۰۵۹ میں ہے اور شعیب ارناؤوط نے اس کی سند کو حسن قرار دیا ہے۔)

اور مزید فرماتے ہیں:

ألا أخبركم بخير هذه الأمة بعد نبيها؟أبو بكر ثم قال:ألا أخبركم بخير هذه الأمة بعد نبيها؟عمر. (صحيح بخاري رقم ٣٦٧١)

’’نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اس امت کے سب سے بہترین شخص کے بارے میں نہ بتادوں؟ (پھر آپ نے کہا) ابو بکر پھر وہی جملہ دہرایا اور کہا: عمر‘‘۔

اور ابن الحنفیہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب سے افضل کون تھے؟ تو کہا: ابو بکر پھر میں نے کہا: اس کے بعد؟ تو آپ نے کہا: عمر پھر میں نے کہا اس کے بعد کیا آپ؟ تو فرمایا کہ تیرا باپ مسلمانوں میں کا ایک عام آدمی ہے۔‘‘ (صحیح بخاری رقم ۳۶۷۱)

اور ایک موقع پر علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ لوگوں میں مصاحف کی بابت اجر سے متعلق ابو بکر رضی اللہ عنہ سب پر فائق ہیں کیونکہ دودفتیوں کے مابین قرآن سب سے پہلے آپ ہی نے جمع کیا تھا۔ (فضائل الصحابة لأحمد بن حنبل رقم ۲۸۰، ۵۱۳، ۵۱۴ وحسّن إسناده المحقق وصى الله عباس)

اور ابو بکر رضی اللہ عنہ کی خلافت کو سراہتے ہوئے فرمایا: انہوں نے کجی کو سیدھا کیا (یعنی جتنے فتنوں نے بھی سر اٹھایا ان کا استیصال کیا) اور بڑی کامیاب سیاست

کی، سنت کو زندہ رکھا اور دین کے خلاف سازشوں کی سرکوبی کی، وہ دنیا سے پاک وصاف ہو کر گئے، انہوں نے خیر کو حاصل کیا اور شر سے محفوظ رہے اور اللہ کی اطاعت اور تقوی کا حق ادا کیا۔ (نهج البلاغة ص ۳۵۰)

اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جب عمر رضی اللہ عنہ کا جنازہ منبر رسول اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کے مابین رکھا گیا تو علی رضی اللہ عنہ آئے اور صفوں کے درمیان کھڑے ہو کر تین دفعہ کہا کہ کیا یہ یہی ہیں؟ اس کے بعد فرمایا:

رحمة الله عليك مامن خلق الله أحب إليّ من أن ألقاه بصحيفته بعد صحيفة النبي صلى الله عليه وسلم من هذا المسجى عليه ثوبه. (مسند أحمد رقم ٨٦٦ وحسّنه الأرناؤوط، ومعاني الأخبار للصدوق ص ١١٧ مطبوعة ايران)

’’اللہ تعالی کی رحمت کا نزول ہو آپ پر، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد روئے زمین پر کوئی آدمی نہیں جس کے بارے میں میری یہ خواہش ہو کہ میرے اعمال اس کے عملوں کے ساتھ ملادیے جائیں سوائے اس آدمی کے جو تمہارے درمیان کفن میں لپٹا ہوا ہے‘‘۔

اور امام احمد رحمہ اللہ محمد بن حاطب سے روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ انہوں نے علی رضی اللہ عنہ کو کہتے ہوئے سنا: ’’إِنَّ الَّذِينَ سَبَقَتْ لَهُم مِّنَّا الْحُسْنَىٰ‘‘ الآية (الأنبياء: ۱۰۱) (جو لوگ جنت کے حصول میں ہم سے سبقت کر گئے۔) میں عثمان رضی اللہ عنہ بھی ہیں۔ (فضائل الصحابة: ٢٢١ وصحح إسناده المحقق)

اور محمد بن حنفیہ سے روایت ہے کہ علی رضی اللہ عنہ کو جب یہ بات معلوم ہوئی کہ عائشہ رضی اللہ عنہا مقام مربد میں عثمان رضی اللہ عنہ کے قاتلوں پر بددعا کر رہی ہیں تو آپ نے اپنے ہاتھوں کو بلند کیا یہاں تک کہ چہرے تک لے گئے اور فرمایا: میں اونچی اور نیچی زمین میں یعنی ہر جگہ عثمان کے قاتلوں پر لعنت کرتا ہوں۔ آپ نے یہ بات دو یا تین مرتبہ کہی۔ (فضائل الصحابة رقم ٢٣٢ وصححه المحقق إسناده، وسنن سعيد بن منصور رقم ٢٩٤٣)

اور عبدالرحمٰن بن ابی لیلی فرماتے ہیں کہ میں نے علی رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وہ اپنے دونوں ہاتھوں کو بلند کر کے کہہ رہے تھے:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اللھم إنی أبرأ إلیک من دم عثمان. (فضائل الصحابة رقم ۷۲۷ وحسن إسناده المحقق، ومستدرک الحاکم ۳/۱۰۳)

''اے اللہ! میں تیرے حضور عثمان (رضی اللہ عنہ) کے خون سے براءت کا اظہار کرتا ہوں۔''

ابوحازم مدنی نے کہا ہے کہ میں نے بنوہاشم میں علی بن الحسین سے بڑا فقیہ نہیں دیکھا، میں نے ان کو کہتے ہوئے سنا جب ان سے سوال کیا گیا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ابوبکر وعمر کا کیا مرتبہ تھا؟ انہوں نے اپنے ہاتھ سے قبر رسول کی طرف اشارہ کیا پھر فرمایا: اب جو ان کا آپ کے پاس مقام ہے۔ (سیر أعلام النبلاء ۴/۳۹۴)

ابن سعد نے بسام صیرفی سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے کہا: میں نے ابوجعفر (امام محمد باقر) سے ابوبکر وعمر کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا: اللہ کی قسم! میں ان دونوں سے محبت کرتا ہوں اور ان کے حق میں مغفرت کی دعا کرتا ہوں، میں نے اپنے گھر والوں میں ہر ایک کو ان دونوں سے محبت کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ (طبقات ابن سعد ۵/۳۲۱) اور اسی طرح کی بات فرقۂ زیدیہ کے امام زید بن علی بن حسین (سیر أعلام النبلاء ۵/۳۹۰) اور جعفری فرقہ کے امام جعفر صادق سے بھی منقول ہے۔ (سیر أعلام النبلاء ۴/۴۰۳)

اور ایک دوسرے موقع سے امام باقر رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ جس نے ابوبکر وعمر کی فضیلت نہیں جانی وہ سنت سے ناواقف ہے۔ (البدایة والنهایة ۹/۳۱۱)

اور امام جعفر صادق رحمہ اللہ جن کی جانب شیعوں کا فرقۂ جعفریہ منسوب ہے، ایک دفعہ صحابۂ کرام کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ بارہ ہزار تھے، آٹھ ہزار مدینہ کے تھے، دوہزار مکہ کے اور دوہزار فتح مکہ کے دن آزاد کئے ہوئے تھے، ان میں کوئی قدریہ، مرجیہ، حروریہ اور معتزلہ فرقہ کا نہیں تھا اور نہ ہی کسی کا تعلق اصحاب الرائے سے تھا، وہ لوگ دن رات روتے تھے اور کہتے تھے: اے اللہ! خمیر کی روٹی کھانے سے پہلے میری روح کو قبض فرما۔'' (الخصال ص ۶۳۸)

اور شیعی مصادر ہی کی دوسری مشہور کتاب **بحار الأنوار** (۲۷/۱۴۳) میں امام جعفر کا اپنے باپ دادا کے واسطہ سے روایت کردہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان ہے: ''تم میں سے صراط مستقیم پر سب سے زیادہ ثابت قدم وہ ہے جو میرے گھر والوں اور میرے صحابہ کو سب سے زیادہ چاہنے والا ہو۔''

اور سالم بن حفصہ کہتے ہیں کہ ان سے امام جعفر نے کہا: اے سالم! کیا کوئی اپنے جد امجد پر سب وشتم کرے گا؟ ابوبکر میرے نانا ہیں، بروز قیامت محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت سے محروم ہوجاؤں گا اگر میں ان دونوں (ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما) سے محبت اور ان کے دشمنوں سے براءت کا اظہار نہیں کروں گا۔ (فضائل الصحابة للدارقطنی رقم ۳۳ بإسناد حسن) اور دوسرے مقام پر فرمایا: اللہ تعالی ہر اس شخص سے بری ہے جو ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما پر تبرا بازی کرتا ہے۔ (فضائل الصحابة لأحمد رقم ۱۴۳، و صحح المحقق إسناده) امام ذہبی رحمہ اللہ اس اثر کو نقل کرنے بعد لکھتے ہیں کہ تواتر کے ساتھ امام جعفر سے یہ قول منقول ہے اور میں اللہ کو گواہ بناتا ہوں کہ وہ منافقت کے بجائے اپنے قول میں سچے ہیں لہذا روافض کا برا ہو۔ (سیر أعلام النبلاء ۶/۲۵۹)

۲۔ اہل بیت کے حق میں صحابۂ کرام کی ثناخوانی:

پہلے خلیفۂ راشد ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ علی رضی اللہ عنہ کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

والذی نفسی بیده لقرابة رسول الله أحب إلی أن أصل من قرابتی (صحیح بخاری رقم ۳۷۱۲)

''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قرابت دار میرے نزدیک زیادہ محبوب ہیں اس بات سے کہ میں اپنے قرابت داروں کے ساتھ صلہ رحمی کروں۔''

اور دوسری روایت میں ہے، آپ فرماتے ہیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

ارقبوا محمداً فی أهل بیته (صحیح بخاری رقم ۳۷۱۳)

"محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ان کے گھر والوں کے سلسلہ میں خیال رکھو۔"

اور صحیح بخاری (رقم ۳۵۴۲) میں ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ صلاۃ عصر کی ادائیگی کے بعد نکلے تو حسن رضی اللہ عنہ کو بچوں کے ساتھ کھیلتے ہوئے دیکھا، آپ نے انہیں اپنے کندھے پر اٹھایا اور فرمایا:

بأبی شبیه بالنبی لا شبیه بعلی.

"حقیقت میں یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ ہیں علی سے مشابہ نہیں ہیں۔"

یہ سن کر علی رضی اللہ عنہ مسکرا رہے تھے۔

دوسرے خلیفۂ راشد عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

واللہ لإسلامک یوم أسلمت کان أحب إلی من إسلام الخطاب -یعنی والده- لو أسلم لأن إسلامک کان أحب إلی رسول الله صلی الله علیه وسلم من إسلام الخطاب (طبقات ابن سعد ۴/۲۲، البدایة والنهایة ۲/۲۹۸)

"اللہ کی قسم! جس دن آپ اسلام لاتے تو آپ کا اسلام مجھے خطّاب (والد عمر) کے اسلام سے محبوب تھا اگر وہ اسلام لاتے، کیونکہ آپ کا اسلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب کے اسلام سے زیادہ محبوب تھا۔"

اور صحیح بخاری (رقم ۴۴۸) میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے:

"علی أقضانا"

"علی (رضی اللہ عنہ) ہم میں سب سے بہتر فیصلہ کرنے والے ہیں۔"

اور امام احمد رحمہ اللہ فضائل الصحابة (رقم ۱۰۸۹ وصححه المحقق) میں عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے نقل کرتے ہیں کہ عمر رضی اللہ عنہ کی

موجودگی میں کسی نے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو برا بھلا کہا، یہ سن کر عمر رضی اللہ عنہ نے اس شخص سے فرمایا: تم اس قبر والے کو جانتے ہو؟ وہ محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب (صلی اللہ علیہ وسلم) ہیں اور علی، ابن ابی طالب بن عبدالمطلب ہیں، پس تم علی کا ذکر خیر ہی سے کرو، کیونکہ اگر تم ان کو ناراض کروگے تو اس قبر والے کو تکلیف دوگے۔

تاریخ دمشق (۱۴/۱۷۹) میں ابن عساکر نے ذکر کیا ہے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے جب دیوان ترتیب دیا اور لوگوں کے لئے وظیفہ مقرر کیا تو حسن اور حسین رضی اللہ عنہما کے لئے ان کے والد علی اور اہل بدر کے مساوی وظیفہ مقرر کیا کیوں کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رشتہ دار تھے، ان میں سے ہر ایک کا پانچ ہزار وظیفہ مقرر کیا۔

اور امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ اقتضاء الصراط المستقیم (۱/۴۵۳) میں لکھتے ہیں کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے جب دیوان کو ترتیب دیا تو لوگوں کا گمان تھا کہ آپ پہلے اپنی ذات سے شروع کریں گے تو آپ نے فرمایا کہ نہیں! بلکہ عمر کو وہیں رکھو جہاں اللہ نے رکھا ہے چنانچہ انہوں نے اہل بیت سے آغاز کیا اور اس کے بعد حسب ترتیب پھر جب آپ کے خاندان بنوعدی کا نمبر آیا تو اپنے آپ کو وہاں رکھا۔

علامہ ذہبی رحمہ اللہ سیر أعلام النبلاء (۳/۲۸۵) میں لکھتے ہیں کہ ایک دفعہ عمر رضی اللہ عنہ نے صحابہ کے بچوں کو کپڑے پہنائے اور یہ کپڑے حسن اور حسین کے شایان شان نہ تھے تو ان کے لئے یمن سے کپڑے منگوائے اور فرمایا: اب میرا دل مطمئن ہوا ہے۔

امام ابن کثیر رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

"اگر عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کا گزر ہوتا اور عمر یا عثمان رضی اللہ عنہما سواری پر ہوتے تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ہونے کی وجہ سے تعظیما اتر جاتے اور جب تک وہ گزر نہ جاتے دوبارہ سوار نہ ہوتے"۔ (البدایة والنهایة ۷/۱۶۲)

اور البدایة والنهایة (۸/۳۶) ہی میں ہے کہ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ حسن اور حسین رضی اللہ عنہما کا اکرام کرتے تھے اور ان سے محبت فرماتے تھے۔ چنانچہ "یوم الدار" (جس روز عثمان رضی اللہ عنہ گھر میں محصور تھے اور دشمنوں نے آپ کو قتل

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کیا) کو حسن بن علی رضی اللہ عنہ آپ کے ساتھ تھے اور تلوار لٹکائے عثمان رضی اللہ عنہ کا دفاع کر رہے تھے، عثمان رضی اللہ عنہ کو ان پر اندیشہ ہوا تو انہیں قسم دے کر واپس کر دیا تا کہ علی رضی اللہ عنہ کا دل مطمئن ہو جائے۔

عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

''اللہ کی قسم! جو ماضی میں میرے اور علی کے درمیان تھا وہ صرف وہی تھا جو ایک عورت اور اس کے دیوروں کے درمیان رہتا ہے، وہ میرے نزدیک بہترین لوگوں میں سے ہیں۔ علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: لوگو! انہوں نے سچ کہا اور نیک کام کیا، میرے اور ان کے درمیان صرف وہی تھا جو انہوں نے بیان کیا، وہ دنیا و آخرت میں تمہارے نبی کی بیوی ہیں۔'' (تاريخ الطبري ۴/۵۴۴)

اور ابن عبدالبر اندلسی نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے کسی سے دریافت کیا کہ تمہیں عاشوراء کے صوم سے متعلق کسی نے کہا ہے؟ تو اس نے کہا: علی رضی اللہ عنہ نے، اس پر عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا وہ تو سنت کے سب سے بڑے عالم ہیں۔

(الاستیعاب فی معرفة الأصحاب ۱۸۷۱)

اور امام ابوداؤد رحمہ اللہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: میں نے کھڑے ہونے اور بیٹھنے کے طریقے اور حسن ہیئت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ مشابہ فاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ کسی کو نہیں دیکھا۔ (سنن أبی داود رقم ۵۲۱۷، وسنن ترمذی رقم ۳۰۳۹ وصححه الألبانی)

اور صحیح مسلم (رقم ۲۴۵۰) میں عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فاطمہ رضی اللہ عنہا کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

أما ترضين أن تكوني سيدة نساء المؤمنين أو نساء هذه الأمة .

''کیا تم اس بات سے خوش اور راضی نہیں ہو کہ تم مومنوں کی عورتوں یا اس امت کی عورتوں کی سردار ہوگی؟۔''

عبداللہ بن ابی نعم سے روایت ہے کہ میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس تھا، ان سے ایک شخص نے مچھر کے خون کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے پوچھا: تمہارا تعلق کہاں سے ہے؟ اس نے جواب دیا: عراق سے، انہوں نے کہا: اس کو دیکھو، یہ مجھ سے مچھر کے خون کے بارے میں پوچھ رہا ہے جب کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرزند کو قتل کر دیا ہے، حالانکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے: **هما ريحانتاى من الدنيا**'' وہ (حسن اور حسین رضی اللہ عنہما) دنیا میں میرے دو پھول ہیں۔'' (صحيح بخاری رقم ۵۶۴۸)

امام شعبی رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے ایک جنازہ کی صلاۃ ادا کی اس کے بعد آپ کے قریب آپ کا خچر لایا گیا کہ اس پر آپ سوار ہو جائیں اتنے میں عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما تشریف لے آئے اور آپ کی سواری کی رکاب پکڑ لی، زید رضی اللہ عنہ نے ان سے درخواست کی کہ اے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچازاد بھائی! آپ ایسا نہ کریں، اس پر عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ''ہمیں علماء کے ساتھ ایسا ہی کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔'' تو زید نے کہا: ذرا اپنے ہاتھ دکھائیں؟ جب عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے اپنے ہاتھ نکالے تو زید نے انہیں بوسہ دیتے ہوئے کہا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت کے ساتھ ہمیں ایسا ہی کرنے کا حکم ملا ہے۔ (البداية والنهاية ۸/ ۳۰۱)

اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان کی ملاقات حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے ہوئی تو انہوں نے ان سے کہا کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کے پیٹ کا بوسہ دیتے ہوئے دیکھا ہے لہذا آپ وہ حصہ کھولیں جہاں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بوسہ دیا تھا تا کہ میں بھی بوسہ دوں چنانچہ حسن رضی اللہ عنہ نے پیٹ کے اس حصہ کو کھولا اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے وہاں بوسہ دیا۔ (مسند احمد ۲/۲۵۵، ۴۹۳، رقم ۹۳۴۲،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ارناؤوط نے اس کی سند کو صحیح کہا ہے و سنن بیہقی ۲/۲۳۲)

علامہ ذہبی نے ابن اسحاق سے روایت کیا ہے کہ جس دن حسن رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا تو ابوہریرہ رضی اللہ عنہ رو رہے تھے اور بلند آواز سے پکار رہے تھے: اے لوگو! آج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب کا انتقال ہو گیا ہے، پس تم روؤ۔ (سیر أعلام النبلاء ۳/۲۷۷) اور سیر (۳/۲۸۷) ہی میں ابوالمہزم روایت کرتے ہیں کہ ایک جنازہ کے ساتھ ہم جا رہے تھے کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ حسین رضی اللہ عنہ کے قدم سے مٹی جھاڑنے لگے۔

ابن عبدالبر رحمہ اللہ نے (الاستیعاب رقم ۱۸۷۱) میں نقل کیا ہے کہ معاویہ رضی اللہ عنہ کے سامنے کوئی مسئلہ درپیش ہوتا تو اس سلسلہ میں علی رضی اللہ عنہ کو اس بارے میں پوچھنے کے لئے خط لکھتے جب معاویہ رضی اللہ عنہ کو ان کے قتل کی خبر پہنچی تو فرمایا: ابن ابی طالب کی موت سے فقہ اور علم چلا گیا۔

علامہ ذہبی رحمہ اللہ نے ابن ابی شیبہ سے نقل کیا ہے کہ حسن رضی اللہ عنہ معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تو انہوں نے کہا کہ میں آپ کو ایسا انعام دوں گا جو میں نے کسی کو نہیں دیا ہے پھر انہوں نے حسن رضی اللہ عنہ کو چار ہزار انعام دیا تو انہوں نے قبول کیا۔ (سیر أعلام النبلاء ۳/۲۶۹، محقق نے اس کی سند کو حسن کہا ہے۔)

مذکورہ بالا نصوص سے واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ اور اہل بیت رضی اللہ عنہم کے درمیان کتنے گہرے تعلقات تھے اور ہر ایک دوسرے کا کس قدر قدرداں اور ثناخواں تھا اور ایسا کیوں نہ ہو کیونکہ دونوں ہی گروہ صاحب عظمت و مرتبت ہیں اور مرتبہ والوں کا مرتبہ وہی لوگ جانتے ہیں جو خود بھی مرتبہ والے ہوں، اب اس کے بعد وہی ضمیر اور وہی زبان ان پر سب وشتم اور لعن وطعن کر کے اپنے نامۂ اعمال سیاہ کر سکتی ہے جو درحقیقت رب کی رحمت سے کوسوں دور ہو۔ أعاذ نا الله من ذلك.

فصل دوم: رشتۂ ازدواج ومصاہرت:

اللہ تعالی نے اس دنیا کے اندر مختلف خاندانوں، کنبوں اور قبیلوں کے مابین خونی وپشتینی رشتۂ نسب کی طرح رشتۂ ازدواج و مصاہرت اور سسرالی تعلقات کے ذریعہ دو جوڑوں کے مابین ایک پائیدار اور مستحکم رشتہ کی بنیاد رکھی ہے جس کے ذریعہ بہر صورت ان کے مابین باہمی الفت ومحبت، قلبی میلان، گہری وابستگی اور قوی ترین نسبت کی حیرت انگیز مثال قائم ہوتی ہے۔ ماضی کی عداوتیں کافور اور دیرینہ تعلقات زندہ وتابندہ ہوتے ہیں۔ فرمان باری تعالی ہے:

وَهُوَ الَّذِیُ خَلَقَ مِنَ الُمَاءِ بَشَراً فَجَعَلَهُ نَسَباً وَّ صِهُراً وَكَانَ رَبُّكَ قَدِیُراً (الفرقان: ۵۴)

”اور وہی ذات ہے جس نے پانی سے انسان کو پیدا کیا پھر اسے نسب والا اور سسرالی رشتوں والا قرار دیا اور آپ کا رب (ہر چیز پر) قادر ہے۔“

اور دوسرے مقام پر فرمایا:

وَمِنُ آیَاتِهِ أَنُ خَلَقَ لَكُمُ مِّنُ أَنُفُسِكُمُ أَزُوَاجاً لِّتَسُكُنُوُا إِلَیُهَا وَجَعَلَ بَیُنَكُم مَّوَدَّةً وَّرَحُمَةً إِنَّ فِیُ ذٰلِكَ لَآیَاتٍ لِّقَوُمٍ یَّتَفَكَّرُوُنَ (الروم: ۲۱)

”اور اس کی نشانیوں میں سے ہے کہ تمہاری ہی جنس سے بیویاں پیدا کیں تاکہ تم ان سے آرام پاؤ۔ اس نے تمہارے درمیان محبت اور ہمدردی قائم کر دی، یقیناً غور وفکر کرنے والوں کے لئے اس میں بہت سی نشانیاں ہیں۔“

اسی عظیم مقصد کے پیش نظر تاکہ چہاردانگ عالم میں دائرۂ اسلام کو وسیع سے وسیع تر کیا جا سکے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش کی جملہ شاخوں سے اپنی قرابت داری قائم کی تھی جس کے دوررس نتائج ہر صاحب حق کے سامنے عیاں اور ظاہر ہیں۔ اور یہ بھی مسلمہ حقیقت ہے کہ رشتوں کا انتخاب ایجابی یا سلبی انداز میں فریقین کے اخلاق وکردار، تہذیب وثقافت، عقیدہ ومنہج اور افکار ونظریات کا عکاس وترجمان ہوتا ہے

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

کیونکہ یہ دو اجنبیوں کا ایک ایسے شرعی بندھن میں مربوط ہونا ہے جس پر آئندہ نئی نسل کے دین و دنیا کا انحصار ہے اور عجلت و نا سمجھی کی بنیاد پر لمحہ کی خطا کا خمیازہ صدیوں پر محیط ہوسکتا ہے۔یہی وجہ ہے کہ ایک شخص جو گود سے جوانی کی دہلیز پر قدم رکھنے تک اپنی لخت جگر، نور نظر کی خاطر ہر مصیبت کو خندہ پیشانی کے ساتھ برداشت کرتا ہے، اس کے مطالبات اور آرزوؤں کی تکمیل کے لئے اپنی ہزار ہا چاہتوں کو قربان کرتا ہے، انتہائی نازوں سے پال پوس کر اسے علم و ہنر کے سانچے میں ڈھالتے ہوئے مہذب و باسلیقہ بناتا ہے، کیا بھلا دانستہ طور پر وہ اسے ایک فاسق و فاجر، ظالم و جابر، ملحد و دین بیزار کی جانب منسوب کرے گا؟ اس کی زندگی اجیرن، اس کے ارمانوں کا خون، اس کے مستقبل کو تاریک اور اس کے دین و دنیا کا جنازہ نکالے گا؟ خصوصاً عربوں کے اس سماج میں جہاں بنت حواء کی خاطر جنگوں کا لامتناہی سلسلہ چلتا رہا ہو، ایسے باغیرت معاشرہ میں کہ عار کی خاطر ننھی منی بچیوں کو زندہ درگور کرنے کے دلخراش و دلفگار واقعات رونما ہوتے رہے ہوں، حسب و نسب کی بنیاد پر فخر و مباہات کے معاملات ابھی حوالۂ طاق نسیاں نہ ہوئے ہوں وہ بھلا اپنے سے کمتر و کم حیثیت اور ہر کس و ناکس سے کیسے رشتہ داری قائم کر سکتے ہیں؟ لہٰذا اہل بیت اور صحابۂ کرام نیز ان کی اولاد و احفاد کے مابین ایک لمبی مدت تک ان گنت رشتہ داریوں کا سلسلہ جاری رکھنا ان کے مابین باہمی لگاؤ، محبت و شیفتگی اور ایک دوسرے کے مقام و مرتبہ کو سمجھنے کا بین ثبوت ہے۔اور علم الانساب پر موجود اہل سنت و جماعت اور شیعہ حضرات کے مستند مراجع و مآخذ غلط فہمیوں و غلط بیانیوں کا پردہ چاک کرنے کے لئے کافی ہیں چنانچہ عہد رسالت میں اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حبالۂ عقد میں ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کی دو بیٹیاں عائشہ اور حفصہ رضی اللہ عنہما تھیں تو یکے بعد دیگرے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دو صاحبزادیاں رقیہ اور ام کلثوم رضی اللہ عنہما عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے منسوب ہوئیں، علاوہ ازیں آگے چل کر نسل در نسل، مرحلہ بمرحلہ اس قسم کے رشتوں میں مزید وسعت پیدا ہوئی مختصراً یہ کہ اہل بیت کے آٹھ رشتے آل عثمان، چھ آل مروان بن

الحکم، چھ آل ابی سفیان اور تیرہ رشتے آل علی بن ابی طالب کے ساتھ تھے جن میں بیشتر رشتے صفین، جمل اور کربلا کے خونچکاں واقعات کے بعد وجود میں آئے جو کسی بھی سیاسی، اقتصادی اور دنیوی مقاصد سے بالاتر دونوں گھرانوں کی پرخلوص محبت و مودت کی واضح دلیل ہیں۔اب آیئے رشتۂ ازدواج و مصاہرت کے حوالے سے صرف ابوبکر و عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم سے اہل بیت کے تعلقات کی مختصر سی جھلک ملاحظہ کریں۔

ا۔اہل بیت اور آل ابی بکر کے مابین عقد و مصاہرت:

یہ ایک اٹل اور ناقابل انکار حقیقت ہے کہ خلیفۂ راشد سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے نبوی گھرانہ سے اس قدر گہرے، مضبوط اور پختہ روابط و مراسم تھے کہ دونوں کو ایک دوسرے سے علاحدہ نہیں کر سکتے کیونکہ وہ آپ کے یار غار، نبوت سے پہلے اور تا وفات آپ کے وزیر خاص اور وفات کے بعد آپ کے پہلو کو آخری قیام گاہ بنانے والے ہیں، آپ کی دختر نیک اختر جن کی گود میں سید ولد آدم، نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی باوفا اور محبوب ترین رفیقۂ حیات تھیں۔علاوہ ازیں اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا جو سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے سگے بھائی جعفر طیار رضی اللہ عنہ کے عقد میں تھیں، جب جعفر رضی اللہ عنہ جنگ موتہ (۹ ہجری) کے اندر جام شہادت نوش فرماتے ہیں تو ابوبکر رضی اللہ عنہ ان سے نکاح کرتے ہیں اور حجۃ الوداع کے موقع پر ذوالحلیفہ کے مقام پر ان کے بطن سے محمد بن ابوبکر کی پیدائش ہوتی ہے اور جب ابوبکر رضی اللہ عنہ اس دار فانی سے کوچ کر جاتے ہیں تو یہ اسماء علی رضی اللہ عنہ کے عقد میں آتی ہیں اور ان کے بطن سے یحیی نامی بچہ کی ولادت ہوتی ہے۔(الإرشاد للمفید ص ۱۸۶)

ابوبکر رضی اللہ عنہ کے جعفر رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد ان کی بیوی سے شادی کرنے اور اسی طرح ابوبکر کی وفات کے بعد علی بن ابی طالب کے ان کی بیوی سے شادی کرنے سے متعلق اگر غور کریں تو یقینی طور پر معلوم ہوگا کہ وہ کس طرح

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دوسرے کے مقام ومرتبہ اورفضیلت کا اعتراف کرنے والے نیز دوست رکھنے والے تھے اوران کے مابین کس قدر باہمی محبت تھی۔

اس پر مستزاد یہ کہ علی رضی اللہ عنہ اپنے ربیب محمد بن ابی بکر سے حد درجہ محبت کرتے تھے اورفرط محبت میں کہا کرتے تھے کہ محمد ابوبکر رضی اللہ عنہ کی پشت سے میرا بیٹا ہے۔آپ نے اپنے عہد خلافت میں انہیں مصر کا گورنر بنایا تھا۔(الدرة النجفية شرح نهج البلاغة از دنيلي ص ۱۱۳،ط:ايران)

ابوبکر رضی اللہ عنہ کے اہل بیت سے کس قدر گہرے مراسم تھے اس کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما نے علی رضی اللہ عنہ کو آمادہ کیا کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاکر انہیں فاطمہ سے عقد پر راضی کریں۔ اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسباب شادی کی فراہمی کے لئے ابوبکر رضی اللہ عنہ ہی کو مامور کیا اور بوقت نکاح انہوں نے ہی گواہ کی حیثیت سے عقد نکاح کو پایۂ تکمیل تک پہنچایا تھا۔(الأمالي از أبوجعفر طوسي ۱/۳۸-۳۹ والمناقب از خوارزمي ص ۲۵۲-۲۵۱)

علاوہ ازیں صدیق اکبر کی زوجہ اسماء بنت عمیس ہی نے فاطمہ رضی اللہ عنہا کے مرض الموت میں ان کی تیمارداری اور وفات کے بعد غسل اور تجہیز وتکفین کے فرائض سرانجام دیے۔(الأمالي از طوسي ۱/۱۰۷)

اس کے علاوہ یہ سلسلہ آپ کے احفاد میں بھی جاری رہا چنانچہ حفصہ بنت عبدالرحمٰن بن ابی بکر سے حسین رضی اللہ عنہ نے شادی کی۔(أنساب الأشراف للبلاذري ۱/۳۸۱)اسی طرح شیعوں کے پانچویں امام محمد باقر جو جعفر صادق کے والد ہیں، نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی پرپوتی ام فروہ بنت قاسم بن محمد بن ابی بکر سے شادی کی تھی جو کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی پوتی اسماء بنت عبدالرحمٰن بن ابی بکر کی صاحبزادی تھیں، چونکہ جعفر صادق کی والدہ

اورنانی دونوں ابوبکر رضی اللہ عنہ کی پوتی تھیں اس لئے جعفر صادق رحمہ اللہ کہا کرتے تھے کہ ولدني أبوبكر مرتين یعنی ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مجھے دودفعہ جنم دیا ہے۔(عمدة الطالب از ابن عنبة ص ۱۹۵ ط:طهران ۱۹۶۱)

یہاں غور طلب بات یہ ہے کہ آخر جعفر صادق رحمہ اللہ نے محمد بن ابوبکر کے بجائے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے نام کی صراحت کیوں کی ہے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ بعض شیعہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے فضل کے منکر تھے جب کہ ان کے بیٹے محمد کی فضیلت پر سب متفق تھے۔چنانچہ وہ لوگوں کے سامنے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے مقام ومرتبہ کو واضح کرنا چاہتے تھے،ان کی غلط فہمیوں کا ازالہ نیز ابوبکر رضی اللہ عنہ سے اپنی عقیدت اور خاندانی تعلق کا اظہار کرنا چاہتے تھے اور کوئی بھی انسان اسی شخص پر فخر کرتا ہے جو زیادہ افضل اور متقی وپرہیزگار ہوتا ہے۔

اسی طرح ام سلمہ بنت محمد بن طلحہ بن عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن ابی بکر کی شادی حسن رضی اللہ عنہ کے پرپوتے موسی الجون بن عبداللہ بن حسن سے ہوئی تھی۔

(أنساب الأشراف از بلاذري ۱/۴۰۷)

اس کے علاوہ کلثوم بنت اسماعیل بن عبدالرحمٰن بن القاسم بن محمد بن ابی بکر، حسین رضی اللہ عنہ کے پوتے اسحٰق بن عبداللہ بن علی بن الحسین بن علی کی زوجیت میں تھیں۔(نسب قريش ۱/۲۴)

یہاں یہ بات انتہائی اہم اور قابل توجہ ہے کہ ان میں سے اکثر رشتے ابوبکر رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد قائم ہوئے اور ان رشتوں میں بیٹیاں سب آل ابی بکر سے اورشوہر سب کے سب ہاشمی ہیں اور عربوں میں عام طور پر پیغام نکاح مردوں ہی کی جانب سے ہوتا ہے۔مزید برآں بیشتر رشتے مسلمانوں کے مابین پیش آنے والے معرکوں صفین، جمل اور کربلا جیسے واقعات کے بعد منعقد ہوئے،ان سب سے صاف

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ظاہر ہوتا ہے کہ وہ کس قدر نیک، باہم الفت ومحبت کے پیکر مجسم تھے جو تہمت گروں اور حاسدوں کے جھوٹے، بے بنیاد وبے اصل قصوں سے کوسوں دور تھے نیز ابوبکر رضی اللہ عنہ اور اہل بیت کی یہ رشتہ داریاں کس قدر ان کی باہم ثنا خوانی اور تعریفی کلمات کی حقیقی آئینہ دار اور منہ بولتی تصویریں ہیں اس کا اندازہ ایک انصاف پسند شخص ہی لگا سکتا ہے جن کی شہادت شیعہ حضرات کے موافقین ومخالفین کے مراجع ومصادر دے رہے ہیں۔

۲۔اہل بیت اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے درمیان ازدواج ومصاہرت:

اسلام میں خلیفۂ ثانی عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا مقام ومرتبہ محتاج بیان نہیں۔ رسول اکرم صلی اللہ عنہ نے اپنے تعلقات کو مضبوط سے مضبوط تر کرنے کی خاطر آپ کی بیٹی حفصہ رضی اللہ عنہا کو اپنے نکاح میں رکھ کر انہیں ساری امت کی ماں کا درجہ عطا کیا۔اسی طرح عمر رضی اللہ عنہ کے فضائل ومناقب کے معترف سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نواسی، حسن وحسین کی بہن اور اپنی صاحبزادی ام کلثوم کی شادی عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے کی جس کا اعتراف تمام مؤرخین وماہرین انساب، تمام شیعہ محدثین، ان کے فقہاء واکابر اور علماء وائمہ نے کیا ہے۔ چنانچہ مشہور شیعہ مؤرخ احمد بن یعقوب امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ کے ۱۷ھ کے واقعات کے ضمن میں لکھتا ہے:

”اس سال عمر رضی اللہ عنہ نے علی رضی اللہ عنہ کی طرف ام کلثوم بنت علی کے لئے پیغام نکاح بھیجا۔ان کی والدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا تھیں،عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں ام کلثوم سے محض اس لئے شادی کرنا چاہتا ہوں کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے:

کل سبب ونسب منقطع یوم القیامة إلا سببی ونسبی.

”سب نسب اور سبب قیامت کے دن منقطع ہو جائیں گے سوائے میرے سبب اور میرے نسب کے۔“

میں چاہتا ہوں کہ میرا بھی سبب اور سسرالی تعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے رہے۔چنانچہ علی رضی اللہ عنہ نے ان کی شادی کردی اور دس ہزار دینار حق مہر مقرر کیا۔“

(تاریخ الیعقوبی ۱۴۹-۱۵۰)

یہی ام کلثوم ہیں جن کے بطن سے عمر رضی اللہ عنہ کے دو بچوں زید اور رقیہ کی پیدائش ہوئی، ام کلثوم کہتی تھیں کہ صلاۃ فجر کے ساتھ میرا یہ کیا ماجرا ہے؟ چونکہ ان کے دو محبوب ترین اشخاص ایک والد علی رضی اللہ عنہ اور دوسرے شوہر نامدار عمر رضی اللہ عنہ اس وقت شہید ہوئے تھے۔(ریاض المسائل از طبطبائی ۲۶۴/۱۲)

دونوں خاندانوں میں سسرالی رشتہ کی تیسری کڑی یہ ہے کہ حسین بن علی بن حسین بن علی نے جویریہ بنت خالد بن ابی بکر بن عبداللہ بن عمر سے شادی کی تھی۔(عمدة الطالب ص ۳۳۷)

شیعہ حضرات کتنا ہی عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے اپنی عداوت اور براءت کا اظہار کریں اور اہل بیت کی عدالت میں ان کو کتنا ہی بڑا مجرم ثابت کریں لیکن یہ رشتہ داریاں اور مختلف زاویوں سے اہل بیت کا ان کی عزت وتوقیر کرنا اور خود عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا ویسے ہی ان کے تئیں احساسات ونظریات رکھنا ان کے پاکیزہ رشتوں کے مابین گہرے تعلقات اور خالص محبت کو نمایاں کرتا ہے۔

۳۔اہل بیت اور آل عثمان کے مابین رشتہ داریاں:

تیسرے خلیفۂ راشد، سابقین اولین اور عشرۂ مبشرہ کے رکن رکین، صاحب ہجرتین

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

عثمان غنی رضی اللہ عنہ نسب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جد امجد عبد مناف سے جا کر ملتے ہیں،اس طرح وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے چچازاد بھائی ہوتے ہیں ، نیز وہ ذوالنورین بھی ہیں کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی رقیہ رضی اللہ عنہا آپ کی زوجیت میں تھیں،غزوۂ بدر کے موقع پر ۲ ہجری میں جب ان کا انتقال ہوجاتا ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی دوسری لخت جگر ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا ان سے عقد کردیتے ہیں اوروہ بھی ۹ ہجری میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی ہی میں داعی اجل کو لبیک کہہ جاتی ہیں،عثمان رضی اللہ عنہ کے بعد آپ کے بیٹے ابان نے علی رضی اللہ عنہ کے سگے بھائی جعفر رضی اللہ عنہ کی بیٹی ام کلثوم سے عقد کیا۔(المعارف از ابن قتیبہ دینوری ص ۸۶)اسی طرح سکینہ بنت حسین بن علی ،زید بن عمرو بن عثمان کے عقد میں تھیں۔(نسب قریش از زبیری ۴/۱۲۰) اور فاطمہ بنت حسین بن علی سے عبداللہ بن عمر وبن عثمان نے شادی کی تھی۔(حیاۃ القلوب از مجلسی ۲/۵۸۸)

اس کے علاوہ مروان بن ابان بن عثمان کی شادی ام قاسم بنت حسن بن حسن بن علی سے ہوئی تھی۔(مقاتل الطالبین از اصفہانی ص ۲۰۲)

یہ تھیں چند مثالیں جو طالبان حق اور ارباب بصیرت کے لئے کافی ہیں ورنہ اگر آل زبیر، آل طلحہ ،آل حسین ،آل مروان ،آل ابی سفیان اور آل علی کے باہمی رشتوں سے پردہ اٹھایا جائے تو اس کے لئے ایک مستقل تصنیف درکار ہے۔

فصل سوم:

صحابۂ کرام کے نام پر اہل بیت کا اپنی اولاد کے نام رکھنا:

جس طرح انسان کا ظاہر اس کے باطن کا ترجمان ، اس کا چہرہ اس کے نہاں خانۂ دل کا عکاس ،کتاب کا عنوان اس کے مضامین ومشتملات کا غماز اور لباس کی رنگت وبناوٹ ،طول وقصر اور حسن وقبح صاحب لباس کے زاویۂ نگاہ ،اس کی حیثیت ،

مزاج اور ذہنی افق کی آئینہ دار ہوتے ہیں،اسی طرح نام اپنے مسمی کی علامت اور شناخت ہوتا ہے،یہ صاحب اسم کا شعار اور اس کی شخصیت کا منہ بولتا ثبوت ہے، اس کے ذریعہ اس کے عقیدہ ومنہج اور دین ومذہب کی بھی تعیین ہوتی ہے ،نیز اس کی بنیاد پر وہ اپنے خویش واقارب ،دوست واحباب اور دیگر حلقوں میں ممتاز ہوتا ہے کیونکہ یہ نام عالم انسانیت میں شمولیت کا اہم وسیلہ اور رحم مادر کی تاریکیوں سے عالم وجود میں قدم رنجہ ہونے کے بعد ایک نوزائیدہ بچہ کا اس کے والدین پر اولین فریضہ ہے اور چونکہ شرعی نقطۂ نظر سے نام کا انسانی زندگی پر منفی یا مثبت اثر مرتب ہوتا ہے،حسب شہرت ونا موری اپنے اچھے یا برے کارناموں کی بدولت مدتہائے دراز تک موت کے بعد بھی وہ زندہ رہتا ہے اور کل بروز قیامت اسے اسی نام سے ہی پکارا جائے گا نیز بسا اوقات اس دنیوی زندگی میں نام کی قباحت کی وجہ سے اسے رسوائی کا سامنا کرنا پڑتا ہے، اس لئے شریعت اسلامیہ نے نام کی اہمیت پر کافی زور دیا ہے، اچھے نام رکھنے کی تلقین اور شرکیہ اور برے ناموں سے بچنے پر ابھارا ہے اور اس پر بہت سارے شرعی احکام کی بنیاد رکھی ہے اور اولاد چونکہ والدین کی بہترین کمائی ہے اس لئے تجربات ومشاہدات سے یہ واضح ہوتا ہے کہ قدیم زمانے ہی سے لوگ اپنے علم ودانش اور تعلق ووسعت کے مطابق اپنی اولاد کے لئے بہتر سے بہتر نام کے انتخاب کی کوشش کرتے رہے ہیں،اپنی محبوب وپسندیدہ ہستیوں سے اظہار محبت ووفا،ان کے نقش قدم پر چلنے کی خاطر ان کے نام پر اپنی اولاد کے نام رکھنا ان کے معمول میں داخل رہا ہے تا کہ ان کے نام کی وجہ سے بچہ کے ذہن میں اچھا خاکہ پیدا ہو اور ان کی سیرت واعلی کردار کا بچہ کی شخصیت پر بہترین اثر پڑے۔چنانچہ جب صحابی جلیل معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما نے مروان بن الحکم رحمہ اللہ کو مدینہ کا گورنر بنایا تو انہیں قریش کے نوجوانوں کے لئے وظیفہ متعین کرنے کا حکم صادر فرمایا اور انہوں نے اس حکم کی تعمیل کی۔علی بن الحسین (زین العابدین) کہتے ہیں کہ میں حاضر ہوا تو مروان نے جب

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میرا نام دریافت کیا تو میں نے کہا: علی بن الحسین اس کے بعد انہوں نے میرے والد کا نام پوچھا تو میں نے کہا: علی، اس پر مروان نے کہا: علی وعلی!! آپ کے والد کیا اپنی تمام نرینہ اولاد کا نام علی ہی رکھتے ہیں ؟ پھر انہوں نے میرا وظیفہ متعین کیا اور میں نے اپنے والد کے پاس جا کر سارا ماجرا سنایا تو انہوں نے کہا کہ اگر میرے یہاں سو کی تعداد میں بچے پیدا ہوں تو میں سبھوں کا نام علی رکھنا پسند کروں گا۔(الکافی از کلینی ۶/۱۹، بحار الانوار از مجلسی ۴۹/۲۲۱)

معلوم ہوا کہ انسان محبت وشیفتگی اور تعلق خاطر کی بنیاد پر اپنے آئیڈیل ونمونہ ہستیوں کے نام پر اپنی اولاد کو موسوم کرنا چاہتا ہے اور جن سے بغض ونفرت اور عداوت رکھتا ہے جب ان کا نام لینا اسے گوارا نہیں تو بھلا ان کے نام پر کیوں کر اپنی اولاد کا نام رکھنا گوارا کرسکتا ہے؟ یہی وجہ ہے کہ ایک شیعہ عالم دین الحر العاملی نے انبیاء کرام اور ائمۂ اہل بیت کے ناموں پر اپنی اولاد کے نام رکھنے کی حکمتوں، دلالتوں اور اہمیت سے متعلق مختلف ابواب قائم کئے ہیں۔(تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو: وسائل الشیعۃ الی تحصیل مسائل الشریعۃ ۲۲/۳۸۸-۴۰۰ ط مؤسسۃ آل البیت بیروت ۱۹۹۳ء) اور جو حکمتیں اسماء کے انتخاب میں کارفرما ہیں وہی القاب اور کنیتوں کے سلسلہ میں بھی موجود ہیں۔

یوں تو اہل بیت نے بہت سارے صحابۂ کرام کے نام پر اپنی اولاد کے نام رکھے ہیں لیکن تاریخ کا ایک عجیب اور انوکھا باب یہ بھی ہے کہ شیعہ حضرات نے جن ہستیوں سے جس قدر اظہار براءت کیا ہے، اہل بیت کا دشمن اور ان کے حقوق کا غاصب قرار دیا ہے اور انہیں لعن وطعن کا حقیقی مصداق ٹھہرایا ہے انہیں ہستیوں کے نام پر اسی قدر ان کی اولاد کے نام ہمیں زیادہ ملتے ہیں۔ ذیل میں طوالت کے خوف سے صرف ابوبکر، عمر، عثمان اور عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہم کے ناموں پر اہل بیت کے ناموں کی ایک مختصر فہرست پیش خدمت ہے:

۱۔اہل بیت کا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے نام پر اپنے بچوں کے نام یا کنیت رکھنا:

۱۔ابوبکر بن علی بن ابی طالب کربلا میں اپنے بھائی حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ مقتول ہوئے۔(الإرشاد للمفید ص۲۴۸، اور عباس قمی نے منتھی الآمال ۱/۲۶۱ میں ان کا محمد اور ان کی کنیت ابوبکر ذکر کی ہے۔)

۲۔ابوبکر بن الحسن بن علی بن ابی طالب بھی کربلا میں مقتول ہوئے۔(الإرشاد ص۲۴۸، منتھی الآمال ۱/۵۴۴، البدایۃ والنھایۃ لابن کثیر ۸/۱۸۹)

۳۔ابوبکر بن حسین بن علی بھی کربلا میں جاں بحق ہونے والوں میں سے تھے۔(التنبیه والإشراف از مسعودی ص ۲۶۳)

۴۔ابوبکر علی زین العابدین بن الحسین بن علی۔(کشف الغمة ۲/۷۴)

۵۔شیعوں کے ساتویں امام موسی بن جعفر کاظم نے بھی اپنے بیٹے کا نام ابوبکر رکھا تھا۔(کشف الغمة ۲/۷۴)

۶۔اسی طرح ان کے آٹھویں امام علی بن موسی رضا کی کنیت بھی ابوبکر تھی۔(مقاتل الطالبین از اصفهانی ص ۵۶۱/۵۶۲)

۷۔ابوبکر بن الحسن بن الحسن بن علی۔(مقاتل الطالبین ص ۱۸۸)

۸۔ابوبکر بن عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب۔(أنساب القریش ص ۶۸ وسیر أعلام النبلاء ۳/۲۹)

یہاں یہ بات قابل غور ہے کہ علی رضی اللہ عنہ سے پہلے پورے بنو ہاشم میں کسی نے بھی اپنے بچے کا نام ابوبکر نہیں رکھا تھا جیسا کہ شیعہ حضرات کی کتابیں اس پر شاہد ہیں علاوہ ازیں علی رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے کا نام ابوبکر درحقیقت سیدنا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ابوبکر رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد محض اظہار محبت ووفا اور نیک فال کی خاطر رکھا تھا یہی وجہ ہے کہ آپ کے بعد آپ کی اولاد نے بھی آپ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے اپنے بچوں کا نام ابوبکر رکھا جیسا کہ عبارت بالا میں موجود ہے۔اب علی رضی اللہ عنہ اوران کی اولاد کی محبت کا فریب دینے والوں کو چاہئے کہ اپنے طرز عمل اور اپنے اہل بیت سے نسبت پر نظر ثانی کریں ورنہ ارباب عقل وخرد کے لئے فیصلہ کرنا چنداں مشکل نہیں ہے۔

۲۔اہل بیت کا عمر رضی اللہ عنہ کے نام پر اپنے بچوں کے نام رکھنا:

اہل سنت وجماعت اور شیعہ حضرات کی انساب پر لکھی گئی کتابوں میں اہل بیت کے کل ۲۵ لوگوں کے اسماء گرامی عمر رضی اللہ عنہ کے نام پر ہیں جن میں ۱۸ کا تعلق صرف اولاد علی سے ہے اور بقیہ ان کے علاوہ ہیں جن کی تفصیل خصوصیت کے ساتھ شیعہ علماء انساب کی کتابوں میں دیکھی جاسکتی ہے مثلاً مشہور ماہر انساب ابن عنبہ کی **عمدة الطالب** اور ابن **الطقطقی** کی **الأصیل فی أنساب الطالبین** اورطرفہ تماشہ یہ کہ علی رضی اللہ عنہ نے فاطمہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد اپنی دوسری ازواج سے تولد پانے والے بچوں کا نام بالترتیب محمد پھر ابوبکر پھر عمر پھر عثمان اور اس کے بعد عباس رکھا،کسی نے دریافت کیا کہ آخر اپنے چچا کو آپ نے اتنا پیچھے کیوں کردیا؟ تو آپ نے فرمایا کہ جس طرح اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے پیچھے کیا تھا(الأسماء والمصاهرة بین أهل البیت والصحابة از سید بن أحمد بن إبراهیم ص ۲۸ تا ۲۶) اب آیئے عمر رضی اللہ عنہ کے نام پر بطور مثال چند اولاد علی کا تذکرہ کرتے ہیں:

عمر الأطرف بن علی بن ابی طالب۔(منتهی الآمال ۱/۲۶۱ وسیر اعلام النبلاء ۴/۳۴)

عمر بن الحسن بن علی ابی طالب۔(عمدة الطالب ص ۱۱۶)

عمر بن الحسین بن علی بن ابی طالب۔(قاموس الرجال از تستری ۱۲/۸۳)

عمر الأشرف بن علی بن الحسین۔(کشف الغمة ۲/۲۷۲ والسیر للذهبی ۴/۳۸۷)

اس کے بعد علی زین العابدین کی نسل سے پانچ لوگوں کے نام عمر رضی اللہ عنہ کے نام پر تھے جن میں ایک کا دو واسطوں سے اور دو لوگوں کا تین واسطوں سے جبکہ ان کے علاوہ اور دو لوگوں کا سلسلۂ نسب چار واسطوں سے علی بن الحسین زین العابدین سے جا کر ملتا ہے۔(تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو:عمدة الطالب لابن عتبة ص ۲۸۲،۲۴۲)

ابوبکر رضی اللہ عنہ کے نام پر جس طرح علی رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے کا نام رکھا اور بعد میں آپ کی اولاد آپ کے نقش قدم پر چلی اسی طرح عمر رضی اللہ عنہ کے نام پر جب سیدنا علی رضی اللہ عنہ (جو کہ ام کلثوم بنت علی کی نسبت کی وجہ سے عمر رضی اللہ عنہ کے خسر ہوتے تھے) نے اپنے بیٹے کا نام رکھا تو تسلسل کے ساتھ یکے بعد دیگرے ان کے خانوادہ میں یہ سنت جاری ہوگئی۔

۳۔اہل بیت کا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے نام پر اپنے بچوں کے نام رکھنا:

عثمان بن علی بن ابی طالب یہ اپنے بھائی کے ساتھ حسین رضی اللہ عنہ کے ہمراہ کربلا میں جاں بحق ہونے والوں میں سے تھے۔(منتهی الآمال ۱/۵۴۴ والبدایة والنهایة ۷/۳۲۳)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

عثمان بن عقیل بن ابی طالب۔(أنساب الأشراف از بلاذری ص ۷۰ ، جمهرة أنساب العرب از ابن حزم ص ۶۹)

عثمان بن یحیی ان کا سلسلہ نسب کئی واسطوں سے جا کر علی بن الحسین زین العابدین سے ملتا ہے۔(الروض المطار ص ۱۵۲)

۴۔عائشہ رضی اللہ عنہا کے نام پر اہل بیت کا اپنی بچیوں کے نام رکھنا:

شیعہ حضرات کی کتابوں میں خواتین اسلام خصوصا صحابیات میں عائشہ رضی اللہ عنہا سے زیادہ کسی اور کی شخصیت کو داغدار نہیں کیا گیا ہے حالانکہ شیعہ حضرات کے چھٹے امام جعفر صادق رحمہ اللہ سے لے کر ان کے بعد بالترتیب ان کی اولاد میں چار لوگوں نے اپنی صاحبزادیوں کا نام عائشہ رکھا جن کی تفصیل حسب ذیل ہے:

عائشہ بنت جعفر صادق۔(أعلام النساء از عمر کحالة ص ۱۳۲)

عائشہ بنت موسی الکاظم بن جعفر صادق۔(الإرشاد از مفید ص ۳۰)

عائشہ بنت جعفر بن موسی الکاظم۔(عمدة الطالب ص ۶۳)

عائشہ بنت علی الرضا بن موسی الکاظم۔(کشف الغمة ۲/۲۶۷)

عائشہ بنت علی بن محمد بن علی الرضا۔(الإرشاد ص ۳۳۴)

عائشہ بنت محمد بن الحسن بن جعفر بن الحسن بن الحسن بن علی بن ابی طالب۔

(منتهى الآمال ۱/۳۶۶)

یہ تھیں امت مسلمہ کی چند نمایاں ہستیاں جن کے فضائل ومناقب ان گنت و بے شمار ہیں اور شیعہ حضرات کے ائمہ نے ان سے اظہار محبت ووفا کی خاطر اپنی

اولاد کو ان کے نام سے موسوم کیا ہے لیکن انہیں ائمہ کی محبت میں غلو سے کام لینے والے یہ بدنصیب ان کے نام پر اپنی اولاد کا نام رکھنا تو دور کی بات صبح وشام ان پر لعن وطعن کو اہم ترین عبادت سمجھتے ہیں۔کسی عربی شاعر نے سچ کہا تھا۔

قد تنكر العين ضوء الشمس من رمد

وينكر الفم طعم الماء من سقم

’’بسا اوقات آشوب چشم کے باعث آنکھ سورج کی روشنی سے محروم ہوتی ہے اور بیماری کی وجہ سے زبان پانی کے ذائقہ سے قاصر ہوتی ہے۔‘‘

فصل چہارم:

اہل بیت اور صحابۂ کرام کا ایک دوسرے کے فضائل میں وارد حدیثوں کی روایت کرنا:

انسانی تاریخ میں صرف اہل حق کا یہ شیوہ رہا ہے کہ حق خواہ ان کے موافق ہو یا مخالف وہ اسے بلاکم وکاست دوسروں تک من وعن نقل کرتے ہیں۔مدح وستائش انہیں جادۂ حق سے برگشتہ اورطعن وتشنیع ان کے پائے ثبات میں لرزہ طاری نہیں کر سکتا،اس کے برعکس اہل باطل جہاں اپنے مخالفین کی خوبیوں پر پردہ ڈالنے،حق کو باطل سے ملا کر خوبیوں کو خامیوں میں تبدیل کرنے کی سعی نامسعود کرتے ہیں وہیں اپنے پیشواؤں کی خامیوں کو خوبیوں کا رنگ دینے اور ان کی فضیلت میں جھوٹی روایتیں گھڑ کر ان کا مقام بلند کرنے کی پوری کوشش کرتے ہیں،علاوہ ازیں مخالفین کے ائمہ کے مناقب میں من گھڑت روایتوں اور جھوٹے قصوں کے ذریعہ ان کی شخصیت کو داغدار کر کے عظیم جرم کے مرتکب ہوتے ہیں،جیسا کہ مذہبی تعصب کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شکار علماء سوء اور ارباب رفض وتشیع کی کارستانیاں تاریخ کے صفحات پر عیاں ہیں لیکن گزشتہ صفحات میں صحابہ واہل بیت کے مابین گہرے تعلقات اور اٹوٹ رشتوں کے ضمن میں آپ نے دیکھا کہ کس قدر ایک دوسرے کی مدح سرائی میں ان کی زبانیں زمزمہ سنج رہتی تھیں اور اسی تعلق خاطر کو پائیداری اور دوام عطا کرنے کے لئے انہوں نے رشتہ ازدواج ومصاہرت جیسے پاکیزہ اور اہم شرعی وسیلہ کا سہارا لیا۔علاوہ ازیں اہل بیت نے بزرگ صحابۂ کرام کے ذکر جمیل کو زبان پر تازہ رکھنے اور ان اولیاء کرام کے سانچہ میں اپنی نسل نو کو ڈھالنے کے لئے ان کے نام پر اپنی اولاد کو موسوم کیا۔اب آیئے باہمی محبت اور شیفتگی کے تناظر میں ان کے تعلقات کا ایک اور مظہر دیکھتے ہیں جس کے اظہار میں اگر امانت کا فقدان ہو تو بہت سارے لوگ کتمان علم کا شکار ہو جاتے ہیں، وہ ہے اہل بیت اور صحابۂ کرام کا ایک دوسرے کے فضائل میں وارد حدیثوں کی روایت کرنا۔یوں تو اہل سنت وجماعت کے عقیدہ کے مطابق اہل بیت کا صحیح مفہوم جیسا کہ گزر چکا ہے، بنو ہاشم یعنی آل عباس، آل علی، آل جعفر، آل عقیل اور حارث بن عبدالمطلب کے علاوہ ازواج مطہرات اور آپ کے موالی وغلام ہیں اگر ان تمام اہل بیت کی صحابۂ کرام کے فضائل سے متعلق مرویات اور اس کے برعکس ان کے فضائل سے متعلق صحابۂ کرام کی مرویات کا تذکرہ کیا جائے تو اس کے لئے ایک مستقل اور ضخیم تصنیف درکار ہے لیکن یہاں پر مدعا کے اثبات میں بطور مثال چند روایتوں ہی کو پیش کرنے پر اکتفا کیا جارہا ہے۔

ا۔صحابۂ کرام کے فضائل میں اہل بیت کی بعض روایتیں:

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

أبوبكر وعمر سيدا كهول أهل الجنة من الأولين والآخرين ماخلا

النبيين والمرسلين ،لاتخبرهما ياعلي! (سنن الترمذي:٣٦٦٦ وصححه الألباني في الصحيحة:٨٢٤)

’’ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما انبیاء ورسل کو چھوڑ کر اولین اور آخرین تمام ادھیڑ عمر کے جنتیوں کے سردار ہوں گے۔اے علی! آپ ان دونوں کو اس کی خبر مت دینا۔‘‘

ایک دوسرے موقع پر علی رضی اللہ عنہ لوگوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہتے ہیں:

ألاأخبركم بخيرهذه الأمة بعد نبيها؟أبوبكر ثم قال:ألا أخبركم بخيرهذه الأمة بعد أبي بكر؟عمر. (صحيح بخاري:٣٦٧١)

’’کیا میں تم لوگوں کو یہ نہ بتلا دوں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اس امت کی افضل ترین ہستی کون ہے؟ پھر کہا: ابوبکر! اور دوبارہ کہا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بعد اس امت کی افضل ترین ہستی کے بارے میں تم لوگوں کو میں نہ باخبر کردوں؟ پھر فرمایا: عمر۔‘‘

اور صحابی جلیل عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

لوكنت متخذامن أمتي خليلالاتخذت أبابكر خليلا ولكن أخي وصاحبي. (صحيح بخاري:٣٦٥٦)

’’اگر اپنی امت سے میں اپنا کوئی خلیل (دوست) منتخب کرتا تو ابوبکر رضی اللہ عنہ اس کے سب سے زیادہ حقدار تھے لیکن وہ میرے بھائی اور صحابی ہیں۔‘‘

اور بعض روایتوں میں اضافہ ہے: **ولكن صاحبكم خليل الرحمن.** ’’لیکن تمہارا ساتھی اللہ کا خلیل اور دوست ہے۔‘‘

اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ کا ارشاد ہے:

اللهم أعز الإسلام بعمر (مستدرك الحاكم:٤٤٨٤، وصححه الألباني في الصحيحة:٣٢٢٥)

’’اے اللہ! عمر رضی اللہ عنہ کے ذریعہ اسلام کو غلبہ عطا کر۔‘‘

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

۲۔اہل بیت کے فضائل میں صحابۂ کرام کی بعض روایتیں:

عن ابن عمر رضی الله عنهما قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: الحسن والحسين سيداشباب أهل الجنة وأبوهما خير منهما (صحيح سنن ابن ماجه للالبانی: ۱۱۸)

”عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ حسن اور حسین رضی اللہ عنہما نوجوان جنتیوں کے سردار ہوں گے اوران کے باپ ان سے افضل ہیں۔“

اور اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

أنت مني بمنزلة هارون من موسى إلا أنه ليس بعدى نبي (مسند أحمد: ۲۷۱۲۶ وصححه الأرناؤوط)

”آپ کی حیثیت اورمقام میرے نزدیک موسیٰ علیہ السلام کے یہاں ہارون علیہ السلام کے مانند ہے البتہ میرے بعد کوئی نبی ہونے والانہیں ہے۔“

اور عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فاطمہ رضی اللہ عنہا سے ارشاد فرمایا:

أما ترضيني أن تكوني سيدة نساء أهل الجنة أو نساء المؤمنين (صحيح بخارى: ۳۶۲۴)

”اے فاطمہ! کیا تمہارے لئے یہ باعث مسرت وشادمانی نہیں کہ تم جنتی خواتین یا مومنہ عورتوں کی سردار ہوگی۔“

عن سعد بن أبي وقاص رضي الله عنه قال: دخلت على رسول الله صلى الله عليه وسلم والحسن والحسين يلعبان على بطنه فقلت: يارسول الله! أتحبهما؟ فقال: ومالي لا أحبهما وهما ريحانتاى.

(مسند البزار: ۱۰۷۸، وصحح إسناده الهيثمي في المجمع ۹/ ۱۸۱)

”سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور حسن وحسین رضی اللہ عنہما آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیٹ پر کھیل رہے تھے، میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا آپ ان سے محبت کرتے ہیں؟ تو آپ نے فرمایا کہ میں ان سے محبت کیوں نہ کروں یہ تو میرے دو پھول ہیں۔“

اور معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم يمص لسانه أوقال: شفتيه يعني الحسن بن علي وإنه لن يعذب شفتان مصهما رسول الله صلى الله عليه وسلم. (مسند أحمد: ۱۶۸۹۴ وصححه الأرناؤوط)

”میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو حسن بن علی رضی اللہ عنہما کی زبان یا دونوں ہونٹ چوستے ہوئے دیکھا اور جن ہونٹوں کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چوسا ہے انہیں عذاب نہیں ہوسکتا۔“

اور ابووائل سے روایت ہے کہ جب علی رضی اللہ عنہ نے حسن بن علی اور عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما کو کوفہ (جنگ جمل کے موقع پر) کی جانب روانہ کیا تا کہ لوگوں کو وہاں سے بھگائیں تو خطبہ کے درمیان عمار رضی اللہ عنہ نے کہا: مجھے یقین ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دنیا وآخرت دونوں میں بیوی ہیں اور اللہ تعالیٰ نے تم لوگوں کو آزمائش میں ڈالا ہے تا کہ تم یا تو اللہ کی اتباع کرو یا پھر عائشہ رضی اللہ عنہا کی اتباع کرو۔ (صحیح بخاری: ۳۷۷۲)

اسی طرح حدیث کساء جس میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے علی، فاطمہ، حسن اور حسین کو چادر کے نیچے اکٹھا کرنے کے بعد فرمایا تھا (جس کا تذکرہ گزر چکا ہے) کہ یہ میرے اہل بیت ہیں، میں تمام اہل بیت مثلاً عباس، حمزہ، جعفر اور عقیل وغیرہ کی تمام خصوصیات کے باوجود انہیں چھوڑ کر صرف علی، فاطمہ، اور حسن کو اہل بیت کہہ کر انہیں اعلیٰ مقام عطا کیا ہے۔ ویسے تو یہ روایت ام سلمہ رضی اللہ عنہا اور دیگر صحابہ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

سے مروی ہے لیکن سب سے زیادہ صحیح روایت عائشہ رضی اللہ عنہا کی ہے۔(ملاحظہ ہو:صحیح مسلم:۲۴۲۴) جنہیں سب سے زیادہ شیعہ حضرات نے مشق ستم بنایا ہے۔

یہ اور اس کے علاوہ ذکر کردہ روایتیں سب صحابۂ کرام اور اہل بیت کی امانت ودیانت ،امت کے تئیں ان کی خیرخواہی کا بین ثبوت اور ایک دوسرے سے ان کی خالص محبت کی واضح نشانیاں ہیں۔

صحابۂ کرام اور اہل بیت کے مابین گہرے مراسم کے یہ وہ چار اچھوتے اور انوکھے مظاہر تھے جو بیشتر قریب سے قریب تر لوگوں کے یہاں مفقود ہوتے ہیں لیکن امت کی ان بزرگ ہستیوں نے ایک دوسرے کے فضل کا اعتراف اور قدردانی کرتے ہوئے اپنے باہمی رشتوں کو مضبوط سے مضبوط تر کرتے ہوئے تا قیامت آنے والی نسلوں کے لئے قابل رشک اور حیرت انگیز نمونے چھوڑے ہیں۔ برا ہو اسلام دشمن طاقتوں کا کہ تعصب وتنگ نظری کی عینک نے انہیں ان روشن حقائق کے باوجود ان ہستیوں کو ایک دوسرے کا حریف اور دشمن ٹھہرایا ہے۔

باب سوم:

آخری زمانہ میں اہل بیت کے چشم وچراغ امام مہدی کا ظہور-ایک حقیقت پسندانہ جائزہ:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کے لئے بے حد رحم دل، ناصح اور غمخوار تھے۔ چنانچہ جہاں آپ نے بلاکم وکاست امت تک پورے دین کو پہنچایا وہیں بحکم الٰہی مستقبل میں پیش آمدہ فتنوں ، قیامت کی نشانیوں اور دیگر امورغیب سے امت کو روشناس کرایا،انہیں میں سے تاقیام قیامت چند ہستیوں کی آمد کا بھی ذکر ہے جن کا وجود

اقوام عالم کے لئے باعث رحمت یا زحمت ہوگا،مثلاً ہرصدی کے آغاز پر بلاتعیین تجدید دین کی خاطر مجددین کے آمد کی بشارت ،عہد تابعین میں ایک طرف یمن کے افضل ترین اور مستجاب الدعوات تابعی اویس قرنی سے ملاقات پر دعاء مغفرت کی فرمائش اور دوسری طرف قبیلۂ بنوثقیف کے مختار بن عبید ثقفی جیسے کذاب اور حجاج بن یوسف ثقفی جیسے مبیر (مہلک) سے امت کو آگاہی۔علاوہ ازیں قیامت سے قریب ایک طرف امام مہدی جیسے انصاف پرور اورسخی وفیاض فرمانروا اور مسیح ہدایت عیسی علیہ السلام کے نزول کے سلسلے میں پیشین گوئی اوردوسری طرف مسیح ضلالت دجال کے فتنوں سے پناہ طلب کرنے کی تلقین فرمائی۔

"مسئلہ مہدویت"ایک پرکشش سیاسی ،دینی ،اعتقادی جیسے مختلف الجہات موضوعات کا مجموعہ ہے کہ جس کی سرسبز اور پرخاروادی میں بہتوں نے اپنے آپ کو لہولہان اور اپنے عقیدہ وعمل کو تباہ وبرباد کیا ہے،چنانچہ اس کے اندر شہرت وناموری کے طلبگاروں، جاہ ومنصب کے امیدواروں اوردولت وثروت کے پرستاروں کے لئے دلچسپی کا سامان رہا ہے کیونکہ اس کا تعلق فتن وملاحم سے ہے جس میں واقدی اورکلبی کی جلوہ طرازیاں اوراسرائیلی روایات کی بھرمار قابل دید ہے۔اسی طرح اس کا تعلق فضائل ومناقب سے بھی ہے کہ جس باب میں اہل بیت کے فضائل کی بابت احادیث کے گھڑنے میں روافض کو یدطولی حاصل ہے ۔اسی وجہ سے اس سلسلے میں لوگ افراط و تفریط کے شکار ہوئے ہیں چنانچہ کچھ نے آئے دن مہدی ہونے کے دعووں ،مہدی کی بابت موضوع ومن گھڑت احادیث وواقعات اورفن حدیث سے عدم واقفیت وغیرہ دیگر اسباب کی بنیاد پر حیران وششدر ہوکر اس عقیدہ ہی کا سرے سے انکار کردیا جب کہ کچھ نے اپنی اپنی من پسند ہستیوں کو مہدی کے لقب سے ملقب کیا ہے،ذیل میں اہل بیت کے خانوادہ سے تعلق رکھنے والے مہدی منتظر سے متعلق دلائل وبراہین اوراقوال ائمہ و محققین کی روشنی میں ایک حقیقت پسندانہ جائزہ پیش کیا گیا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فصل اول: امام مہدی امت مسلمہ کی ایک متنازع فیہ شخصیت:

۱۔مہدی کی لغوی واصطلاحی تعریف:

مہدی لغت میں ھدی کا اسم مفعول ہے جو ضلالت کی ضد ہے اور اس کا معنی دلالت ورہنمائی ہے (تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو: لسان العرب ۹/۵۹-۶۰) گو ازروئے لغت مہدی کا معنی ہدایت یافتہ شخص ہے اور اس مفہوم کی تائید میں متعدد احادیث وارد ہیں مثلا حدیث ”علیکم بسنتي وسنة الخلفاء الراشدين المهديين من بعدي.“

(سنن أبي داود: ۵/۲۵۴)

”تم میری اور میرے بعد ہدایت یافتہ خلفاء راشدین کی سنت کو لازم پکڑو۔“

لیکن اصطلاح میں ایک خاص شخص مراد ہے جو اخیر زمانہ میں عیسی علیہ السلام سے پہلے ظاہر ہوگا جب کہ دنیا ظلم وجور اور بے چینی وانارکی سے بھر جائے گی۔

(النهاية لابن الأثير ۵/۲۵۴)

۲۔تصور مہدی - ایک سرسری جائزہ:

اہل سنت وجماعت:

ان کے یہاں مہدی کا عقیدہ یہ ہے کہ آپ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی اولاد سے ہوں گے جن کا آخری زمانہ میں ظہور ہوگا جبکہ دنیا ظلم وجور سے بھر جائے گی، آپ اسے عدل وانصاف سے معمور کریں گے، آپ کا نام محمد بن عبداللہ ہوگا، آپ کے عہد سعید میں بہت زیادہ خوشحالی ہوگی، آپ کی اقتدا میں عیسی علیہ السلام صلاۃ ادا کریں گے، آپ کی خلافت کل سات سال تک رہے گی۔

روافض:

ان کے تمام فرقوں میں مہدی کا تصور یہ ہے کہ ان کے بارہویں امام محمد بن حسن عسکری مہدی ہیں جن کا تعلق حسین رضی اللہ عنہ کے سلسلۂ نسب سے ہے، ان کا عقیدہ ہے کہ یہ شہروں میں موجود مگر لوگوں کی نگاہوں سے اوجھل ہیں، آج سے کوئی ساڑھے تیرہ سو برس پہلے وہ اپنے بچپن ہی میں ایک غار میں داخل ہوگئے تھے، اس کے بعد سے کسی نے دیکھا اور نہ ہی کہیں ان کا سراغ لگ سکا، روزانہ وہ ان کی آمد کا انتظار کرتے ہیں اور اس کے دہانے پر جا کر یا مولانا یا مولانا کی صدا بلند کرتے ہیں لیکن ناکامی اور نامرادی کے سوا کوئی اور چیز ان کے ہاتھ نہیں لگتی، حالانکہ یہ عقیدہ بنوآدم کے لئے باعث ننگ وعار اور اہل دانش وبینش کے لئے مضحکہ خیز ہے، کسی نے کہا تھا ۔

ما آن للسرداب أن يلد الذي
قلتموه بجهلكم ما آن
فعلى عقولكم العفاء فإنكم
ثلثتم العنقاء والغيلان

(المنار المنيف لابن القيم ص ۱۵۳)

”کیا غار کے لئے ابھی وقت نہیں آیا کہ وہ اپنے اس بچے کو جنم دے دے جس کی کہانی تم نے جہالت کی بنا پر گھڑ رکھی ہے، تمہاری عقل وخرد پر صد حیف کہ تم نے عنقاء نامی بے وجود پرندے اور غیلان جیسی غیر موجود چیز کے ساتھ ایک تیسری بے موجود چیز کا بھی اضافہ کردیا ہے۔“

۳۔وہ حضرات جنہوں نے خود اپنے بارے میں مہدی ہونے کا دعوی کیا ہے:

وہ لوگ جنہوں نے مہدی ہونے کا دعوی پیش کیا ہے ان کے اسماء حسب ذیل ہیں:

۱۔فاطمی عبیدیوں کے بانی عبیداللہ بن میمون قداح نے مہدی ہونے کا دعوی

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

کیا تھا۔(البدایة والنہایة ۱۱/۱۸۰)

۲۔حارث بن سریج نے اموی خلیفہ ہشام بن عبدالملک کے عہد میں مہدی ہونے کا دعوی کیا تھا۔(تاریخ الطبری ۹/۶۶-۶۷)

۳۔مہدی مغربی ابن تومرت جس نے پانچویں صدی کے اندر مہدی ہونے کا دعوی کیا تھا۔(المنار المنیف ۱۵۳-۱۵۴)

۴۔سید محمد جونپوری جس نے ۸۴۸ھ میں ہندوستان کے شہر جونپور میں اپنی مہدویت کا اعلان کیا جو اپنے آپ کو خلفاء راشدین ہی نہیں بلکہ آدم،نوح،ابراہیم، موسی،عیسی اور محمد علیہم الصلاۃ والتسلیم سے بھی زیادہ افضل سمجھتا تھا۔

(نزھة الخواطر ۲/۳۲۴-۳۲۶)

۵۔جہیمان بن سیف عتیبی جس نے ۱۴۰۰ھ میں حرم مکی کے اندر اپنے مہدی ہونے کا اعلان کیا تھا اور اپنے چند معتقدین کے ہمراہ حرم کے دروازوں کو بند کرکے وہاں خون خرابہ اور وہاں کے مصلیوں کو ہراساں کیا جس پر حکومت وقت نے بہت مشکل سے قابو حاصل کیا تھا۔

۶۔اسی طرح فرقۂ بابیت اور بہائیت کے بانی محمد شیرازی نے بھی مہدی ہونے کا دعوی کیا اگرچہ بعد میں اس جماعت نے دین سے بذات خود اپنا رشتہ ہی منقطع کرلیا تھا۔

۷۔مرزا غلام احمد قادیانی جس نے مہدی ہونے کا دعوی پیش کیا اور ایک زمانہ تک لوگوں کو گمراہ کرتا رہا بعد میں چل کر وہ اپنے اندر نبوت اور الوہیت کی صفات تک کا مدعی بن بیٹھا تھا۔بالآخر مباہلہ میں فاتح قادیان علامہ ابوالوفاء ثناء اللہ امرتسری رحمہ اللہ کے ہاتھوں اسے منہ کی کھانی پڑی۔

۴۔وہ حضرات جن کے بارے میں مہدی ہونے کا دعوی کیا گیا ہے:

۱۔عیسی علیہ السلام:ان کے سلسلہ میں ایک انتہائی ضعیف حدیث:**لا مهدی إلا عیسی ابن مریم** (سنن ابن ماجہ رقم ۳۰۲)یعنی مہدی صرف عیسی علیہ السلام ہیں(تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو:العلل المتناهية لابن الجوزی ۲/۳۷۹ بتحقیق ارشاد الحق أثری) ہیں۔

۲۔مختار بن عبید ثقفی کذاب نے محمد بن الحنفیہ کے بارے میں مہدی ہونے کا دعوی کیا تھا اگرچہ وہ اس سے براءت کا اظہار کرتے تھے۔(الملل والنحل ۱/۱۴۹)

۳۔عمر بن عبدالعزیز کے زمانہ میں خوشحالی اور عدل وانصاف کی بنیاد پر بعض لوگ انہیں مہدی گمان کرتے تھے۔(المنار المنیف ص ۱۶۰)

۴۔اموی خلیفہ سلیمان بن عبدالملک (م:۹۹ھ)(الحاوی ۲/۱۵۸)

۵۔تحریک شہیدین کے بانی سید احمد بن عرفان دہلوی کی جہادی کوششوں سے متاثر ہوکر اس وقت کے عوام وخواص کی ایک اچھی تعداد نے آپ کو مہدی کا لقب دیا تھا۔(عون المعبود ۱۱/۳۶۸)

۵۔چند مشہور علماء جنہوں نے مہدی کا انکار یا ان کی بابت تردد کا اظہار کیا ہے:

۱۔مشہور مؤرخ علامہ ابن خلدون،آپ نے کلی طور پر انکار تو نہیں البتہ تردد کا اظہار کیا ہے۔(تاریخ ابن خلدون ص ۵۷۱-۵۷۵)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۲۔علامہ سید محمد رشید رضا مصری (تفسیر المنار ۹/۴۹۹)

۳۔محمد فرید وجدی (دائرۃ معارف القرن العشرین ۱۰/۴۸۰)

۴۔احمد امین مصری صاحب ضحیٰ الاسلام (ضحیٰ الاسلام ص ۲۳۸-۲۴۵)

۶۔مہدی کے سلسلہ میں چند شبہات اور ان کی حقیقت:

۱۔خلافت مہدی سے متعلق روایات باہم معارض اور عقل سلیم کے مخالف ہیں اور صوفیاء کے خرافات تصور مہدی کا شاخسانہ ہیں۔(ضحیٰ الاسلام ۳/۲۴۴-۲۴۵ و تفسیر المنار ۹/۵۰۱)

جواب: امام ابن القیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ظہور امام مہدی کا پتہ دینے والی احادیث کی چار قسمیں ہیں، صحیح، حسن، غریب اور موضوع (المنار المنیف ص ۱۴۸)

اس تجزیہ کی روشنی میں یہ کہنا چنداں مشکل نہیں ہے کہ مہدی کی بابت ثابت شدہ احادیث کا دقت نظری سے مطالعہ کرنے والے پر یہ بات مخفی نہیں رہے گی کہ خلافت مہدی سے متعلق روایات باہم معارض ہیں اور نہ ہی عقل سلیم کے مخالف ہیں اور موضوع وضعیف روایات کی بنیاد پر تعارض کا شیش محل تیار کرنا شیوۂ ایمان ہے نہ قرینۂ انصاف اور رہی بات کہ صوفیاء کے خرافات تصور مہدی کا شاخسانہ ہیں تو یہ کہنے والے کے ذہن کی پیداوار ہے، آخر زمانۂ قدیم ہی سے روافض کے یہاں مہدی منتظر کا تصور کس نظریہ کا شاخسانہ ہے؟

۲۔مہدی سے متعلق روایات صحیحین میں نہیں ہیں لہذا ان کا اعتبار نہ ہوگا بنابریں یہ سب ضعیف اور شیعوں کی وضع کردہ ہیں۔

(تفسیر المنار ۹/۴۹۹، ضحیٰ الاسلام ۳/۲۷۷، مقدمہ تاریخ ابن خلدون ۱/۵۷۴)

جواب: اولاً شیخین نے ساری صحیح روایتوں کو اپنی کتابوں کے اندر درج کرنے کا ارادہ نہیں کیا تھا بلکہ طوالت کے خدشہ سے اپنی شرط کے مطابق بہت ساری روایتوں کو انہوں نے ترک

کردیا ہے۔(مقدمہ ابن الصلاح مع التقیید والإیضاح ص ۲۶) چنانچہ بعض عقائد، عذاب قبر اور بہت سے دین کے مسائل ایسے ہیں جو صحیحین کے اندر موجود نہیں ہیں حالانکہ اہل سنت والجماعت کے یہاں بلانزاع قابل قبول ہیں اور رہی بات مہدی کی بابت روایات کی تو جیسا کہ ذکر آئے گا کہ صراحتاً تو نہیں بلکہ اشارۃً صحیحین میں مہدی سے متعلق روایتیں موجود ہیں اور رہی یہ بات کہ سب ضعیف ہیں تو ابھی ثابت شدہ روایتوں کی تفصیل آرہی ہے جس سے فن حدیث میں مدعی صاحب کی علمی مہارت کا اندازہ ہوسکے گا اور یہ شبہ کہ یہ شیعوں کی وضع کردہ ہیں تو یہ انتہائی غلط بات ہے بیشتر روایتوں میں تو سرے سے ایسے رواۃ موجود ہی نہیں ہیں جو تشیع سے متہم ہوں۔(تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو المہدی المنتظر للشیخ عبدالعلیم البستوی ص ۳۲۵-۳۲۷)

۳۔مہدی سے متعلق روایات یہودیت سے اسلام میں داخل ہونے والے کعب الاحبار اور وہب بن منبہ کی وضع کردہ ہیں (تفسیر المنار ۹/۵۳-۵۴)

جواب: اولاً تو ثابت شدہ روایات کی سند کے اندر وہب بن منبہ اور کعب الاحبار نہیں ہیں سوائے ایک روایت کے جو وہب بن منبہ کے طریق سے آئی ہوئی ہے اور وہب بن منبہ کے بارے میں حافظ ابن حجر لکھتے ہیں کہ یہ ثقہ ہیں، امام عجلی، ابوزرعہ، نسائی اور ابن حبان نے انہیں ثقہ قرار دیا ہے۔(تقریب التہذیب رقم الترجمہ: ۵۶۴۸، تہذیب التہذیب ۱۱/۱۶۸)

فصل دوم: مہدی علیہ السلام محدثین کی نگاہ میں:

۱۔مہدی سے متعلق ثابت شدہ احادیث وآثار:

۱۔ثابت شدہ صریح احادیث وآثار میں آٹھ احادیث اور گیارہ آثار ہیں۔

۲۔ثابت شدہ غیر صریح احادیث وآثار میں بارہ احادیث اور پانچ آثار ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یہ شیخ عبدالعلیم بستوی حفظہ اللہ کی تحقیق کے مطابق ہیں ممکن ہے کہ ان کی تعداد اس سے زائد ہو۔(المہدی المنتظر ص ۳۵۵)

۲۔وہ محدثین جنہوں نے مہدی سے متعلق روایات پر متواتر ہونے کا حکم لگایا ہے:

مہدی سے متعلق روایات بکثرت ہیں جنہیں ۳۴ سے زائد صحابہ نے روایت کیا ہے،یہی وجہ ہے کہ بہت سارے علماء نے ان پر متواتر کا حکم لگایا ہے،ان کے اسماء حسب ذیل ہیں:

محمد بن حسین الآبری السجزی،امام قرطبی،امام مزی،امام ابن القیم،حافظ ابن حجر، امام سخاوی،سیوطی،ابن حجر ہیثمی ،ملاعلی قاری،امام زرقانی،امام محمد سفارینی،امام شوکانی، نواب صدیق حسن خاں،محمد بن جعفر کتانی وغیرہم رحمہم اللہ۔(المہدی المنتظر ص ۴۰-۴۵)

۳۔چند مشہور محدثین جنہوں نے خصوصی طور پر مہدی کے موضوع کا اہتمام کیا ہے:

یوں تو میرے علم کے مطابق متقدمین علماء کرام نے مہدی سے متعلق عربی اور اردو زبانوں میں ۵۰ سے زائد مستقل کتابیں تصنیف کی ہیں لیکن یہاں صرف ان مشہور محدثین کے اسماء درج کئے جارہے ہیں جنہوں نے اپنی کتابوں میں اس موضوع کو اہمیت دی ہے:

عبدالرزاق بن ہمام صنعانی صاحب مصنف ،نعیم بن حماد خزاعی صاحب کتاب الفتن، ابوبکر بن ابی شیبہ صاحب مصنف،امام ابن ماجہ،القزوینی،امام ابو داود السجستانی، امام ابوعیسی الترمذی،امام ابن حبان وغیرہم رحمہم اللہ۔

ایک وضاحت:امام ابوداؤد نے اپنی سنن کے اندر کتاب المہدی کے تحت آنے والی حدیث کو ذکر کیا ہے جس سے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ مہدی علیہ السلام بھی ان بارہ خلفاء میں سے ہیں جن کا تذکرہ حدیث میں آیا ہوا ہے،جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لایزال أمر الناس ماضیا ما ولیهم اثناعشر رجلا -وفیه- کلهم من قریش(صحیح بخاری: ۷۲۲۲،وصحیح مسلم: ۴۶۸۳،وسنن أبی داود: ۴۲۷۹)

”برابر یہ دین غالب اور قوی رہے گا جب تک کہ بارہ خلفاء حکومت کریں گے،سب کے سب قریش سے ہوں گے“۔

اس سلسلے میں شارحین کے متعدد اقوال ہیں،البتہ راجح یہ ہے کہ یہ بارہ خلفاء ہشام بن عبدالملک پر جاکر ختم ہوجاتے ہیں ان کے اسماء کچھ اس طرح ہیں: خلفاء راشدین، معاویہ بن ابوسفیان ، یزید بن معاویہ،مروان بن الحکم،عبدالملک بن مروان، ولید بن عبد الملک، سلیمان بن عبدالملک،عمر بن عبدالعزیز اور ہشام بن عبدالملک۔ (المہدی المنتظر ص ۳۳۷)

۴۔کچھ باتیں عصر حاضر میں مہدویت کے دعوے داروں سے:

۱۔دواوین سنت میں کہیں اس بات کا ذکر نہیں ملتا کہ مہدی لوگوں کو یہ دعوت دیں گے کہ ان کے مہدی ہونے پر ایمان لائیں بصورت دیگر ان کا شمار مسلمانوں میں سے نہ ہوگا جیسا کہ مہدویت کے مدعیان کا معمول رہا ہے۔

۲۔کوئی بھی صحیح دلیل موجود نہیں ہے کہ جس سے یہ پتہ چلے کہ جس طرح مخصوص انسانوں (انبیاء) جنہیں اللہ نے نبوت سے سرفراز کیا ہے ان پر اجمالا یا تفصیلا ایمان لانا ضروری ہے اسی طرح کسی خاص شخص کے مہدی ہونے پر تمام مسلمانوں کو ایمان

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

لانا ضروری ہے بلکہ مجددین کی طرح وہ بھی ایک مجدد کے طور پر آئیں گے لہذا اقرب قیامت مذکورہ صفات کے مکمل حامل ہونے کے بعد ہی جب کوئی شخص منظر عام پر آئے تو اس کے مہدی ہونے کا عقیدہ رکھا جائے ورنہ صرف اجمالی طور پر عقیدہ رکھنا ضروری ہوگا۔

۳۔جو شخص صدق دل اور اخلاص کے ساتھ دین کی خدمت کرنا چاہتا ہے اسے مہدویت کے دعوے کی قطعا ضرورت نہیں ہے کیونکہ اس کے پیش نظر آخرت ہے، وہ شہرت وناموری اور ریا کاری جیسی مذموم خصلت سے کوسوں دور رہتا ہے۔

۴۔دین پسند عوام وخواص بھی کسی مخصوص شخص کے بارے میں مہدی کی تعیین کے ضرورت مند نہیں ہیں بلکہ ان کی ذمہ داری حق کی تائید ہے چاہے جو بھی حق کا علمبردار ہو۔

۵۔ثابت شدہ روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ مہدی ایک غیر معصوم نیک اور صالح انسان ہوں گے اور ضروری نہیں کہ وہ اپنے آپ کو مہدی کے لقب سے ملقب کریں۔

فصل سوم: امام مہدی کا مختصر تعارف:

۱۔نام ونسب:

آپ کا نام محمد اور آپ کے والد کا نام عبداللہ ہوگا اور آپ کا سلسلۂ نسب فاطمہ رضی اللہ عنہا کی اولاد میں حسن رضی اللہ عنہ سے جا ملے گا چنانچہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لولم يبق من الدنيا إلا يوم لطول الله ذلك اليوم حتى يبعث فيه رجلا مني أو من أهل بيتي يواطئ اسمه اسمي واسم أبيه اسم أبي يملأ

الأرض قسطا وعدلا كما ملئت ظلما وجوراً . (سنن أبی داود: ۴۲۸۲، وسنن ترمذی: ۲۲۳۱، وقال الترمذی حسن صحیح وقال الألبانی حسن، صحیح الجامع: ۸۰۱۶)

’’اگر دنیا کی عمر کا صرف ایک دن ہی باقی کیوں نہ رہ جائے پھر بھی اللہ اسے لمبا کر دے گا، یہاں تک کہ مجھ میں سے یا میرے اہل بیت میں سے ایک آدمی خلیفۂ راشد بنایا جائے گا جس کا نام میرے نام پر اور جس کے باپ کا نام میرے باپ کے نام پر ہوگا۔‘‘

اور یہ کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کہ اولاد سے ہوں گے تو اس سلسلے میں ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

سمعت رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم يقول: المهدى من عترتي من ولد فاطمة (سنن أبی داود: ۴۲۸۴، سنن ابن ماجه: ۴۰۸۶ اور شیخ البانی نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔ صحیح الجامع: ۶۶۱۰)

’’مہدی میری آل میں سے اور فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کی اولاد میں سے ہوں گے۔‘‘

یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ حسن رضی اللہ عنہ کی اولاد سے ہوں گے یا پھر حسین رضی اللہ عنہ کی اولاد سے؟ تو حسین رضی اللہ عنہ کے تعلق سے روایتیں بہت زیادہ ضعیف اور موضوع تک ہیں جب کہ فرع حسن سے متعلق روایتیں کم ضعیف ہیں، امام ابن القیم فرماتے ہیں کہ اگر چہ ان کی اسناد میں کچھ ضعف اور غرابت ہے لیکن یہ ان احادیث میں سے ہیں جو ایک دوسرے کے ساتھ مل کر قوت اختیار کر جاتی ہیں اور ایک دوسرے کو تقویت پہنچاتی ہیں۔ (المنار المنیف ص: ۱۵۲)

امام ابن القیم دوسری جگہ لکھتے ہیں:

اس کے اندر ایک لطیف نکتہ ہے کہ حسن رضی اللہ عنہ اللہ خلافت سے دستبردار ہوگئے تھے چنانچہ اللہ انہیں کی پشت سے حق اور عدل وانصاف پر مبنی خلافت

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

کے لئے ایسے شخص کو برپا کرے گا جو روئے زمین کو عدل گستری اور انصاف پروری سے مالا مال کردے گا اور اللہ کی سنت رہی ہے کہ جو شخص اس کی خاطر کسی چیز کو قربان کردیتا ہے تو اس کے عوض اس سے کہیں زیادہ بہتر چیز سے نوازتا ہے، حسین رضی اللہ عنہ اس کے برخلاف تھے چنانچہ انہوں نے حکومت کی تمنا کی اور اس کے لئے برسرپیکار رہے اگر چہ کامیابی سے ہمکنار نہ ہوسکے۔ واللہ اعلم۔(المنار المنیف ص ۱۵۱)

۲۔ حلیہ اور خدوخال:

اس سلسلے میں صحابی رسول ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

المهدى منى أجلى الجبهة،أقنى الأنف،يملأ الأرض قسطا وعدلا كماملئت ظلما وجوراً يملك سبع سنين (سنن أبي داود:۴۲۸۵،وحسنه الألباني في صحيح الجامع: ۶۷۳۶)

”مہدی میری نسل سے ہوں گے ان کی پیشانی کشادہ اور ناک اوپر سے اٹھی ہوئی اور بیچ میں سے کسی قدر چپٹی ہوگی، وہ تمام روئے زمین کو عدل وانصاف سے بھر دیں گے جس طرح وہ پہلے ظلم وستم سے بھری تھی اور ان کی حکومت سات سال تک رہے گی۔“

۳۔ روشن وتابناک دور:

قرب قیامت جب روئے زمین پورے طور پر ظلم وجور، قتل وغارت گری، فتنہ وفساد اور بدامنی وانارکی کی آماجگاہ بن جائے گی ایسے نازک موقع پر رب العالمین انسانیت کی مسیحائی کے لئے امام مہدی کا ظہور فرمائے گا اور ان کا دور آتے ہی ظلم وستم اور بدامنی وزبوں حالی کا خاتمہ ہوگا۔ ہر سو سرسبزی وشادابی اور خوشحالی کا دور دورہ ہوگا۔

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

يخرج في آخر أمتي المهدي يسقيه الله الغيث تخرج الأرض نباتها ويعطى المال صحاحا وتكثر الماشية وتعظم الأمة ويعيش سبعا أو ثمانيا يعني حججا (مستدرک حاکم ۴/۵۵۷-۵۵۸ وصححه الألباني في الصحيحة: ۷۱۱)

”میری امت کے آخری زمانہ میں مہدی کا ظہور ہوگا اللہ انہیں بارش عطا کرے گا، اس وقت زمین اپنے نباتات ظاہر کردے گی، وہ لوگوں میں مساویانہ انداز سے مال تقسیم کریں گے۔ مویشی عام ہو جائیں گے امت بہت بڑھ جائے گی، وہ سات یا آٹھ سال زندہ رہیں گے۔“

اور ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی ایک روایت میں ہے:

فيجيء إليه رجل فيقول: يامهدي! أعطني، أعطني قال: فيحثي له في ثوبه مااستطاع أن يحمله. (صحيح سنن ترمذی: ۲۳۴۷)

”ان کے پاس ایک آدمی آئے گا اور کہے گا: اے مہدی! مجھے کچھ عطا کیجئے وہ اسے اس کے کپڑے میں اتنی خیرات بھر دیں گے جتنی وہ اٹھا سکے گا۔“

اور ایک روایت کے الفاظ ہیں:

وتعيش أمتي في زمانه عيشا لم يعشه قبل ذلك. (مسند احمد: ۳/۲۶-۲۷)

”ان کے عہد میں میری امت اتنے مزے سے ہوگی کہ پہلے کبھی نہ رہی ہوگی۔“

ڈاکٹر عبدالعلیم حفظہ اللہ نے اس کی سند کو حسن قرار دیا ہے۔ (المهدي المنتظر ۱/۱۷۹)

اور صحیح مسلم (۲۹۱۳) میں جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: **يكون في آخر أمتي خليفة يحثي المال حثيا لا يعده.**

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

”میری امت کے آخری زمانے میں ایک خلیفہ آئے گا جو لوگوں کو جھولیاں بھر بھر کر دے گا، وہ گنتی نہیں کرے گا۔“

اسی حدیث میں ہے کہ راوی حدیث ابونضرہ اور ابوالعلاء سے پوچھا گیا کہ کیا وہ خلیفہ عمر بن عبدالعزیز ہیں؟ تو انہوں نے کہا کہ نہیں وہ نہیں ہیں۔

یہاں یہ وضاحت فائدہ سے خالی نہیں ہے کہ مختلف روایات میں مدت خلافت کی بابت سات، آٹھ اور نو سال کا ذکر راوی کے شک کے ساتھ منقول ہے۔ علامہ عبدالرحمٰن مبارکپوری رحمہ اللہ رقمطراز ہیں:

”سنن ابی داؤد میں ابوسعید خدری اور ام سلمہ رضی اللہ عنہما کی روایت میں بلاشک کے ساتھ سات سال کا ذکر ہے، لہذا یہ جزم اور یقین والا قول شک والے قول پر مقدم ہوگا۔“ (تحفۃ الاحوذی ۶/۴۸۷)

۳۔ فیضان باری تعالی اور لطف الٰہی کا نزول:

اس تنگ وتاریک اور ظلم وتعدی کے مہیب دور میں عدل گستری اور انصاف پروری کی شمع فروزاں کرنا اور ظلم کے سیل رواں پر بند لگانا جوئے شیر لانے سے کم نہیں ہے لیکن اگر رب ذوالمنن کی خصوصی عنایت اور فضل خاص شامل حال ہو تو پھر چنداں مشکل بھی نہیں ہے، مہدی علیہ السلام کی شخصیت کچھ مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ سے ملتی جلتی ہے کہ جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت مدینہ سے قبل مدینہ کے اندر افراد سازی کی مہم کو تقویت بہم پہچانے، اسلامی حکومت کے قیام کے لئے رائے عامہ ہموار کرنے، اسلامی کاز کو بڑھاوا دینے اور اس کے لئے جاں نثار وفدا کار تیار کرنے کی خاطر انہوں نے مختصر مدت میں ناقابل فراموش اور محیر العقول خدمات سرانجام دی تھی، اسی طرح عیسی علیہ السلام کے نزول سے قبل معاصی وفتن

اور ظلم وستم سے تھکی دنیا کو ان مشکلات سے نجات دینے، جہنم زار عالم کو جنت نشاں بنانے اور خیر القرون کی یاد تازہ کرنے کے لئے اللہ رب العالمین مہدی علیہ السلام کا نزول فرمائے گا جس کی چند جھلکیاں پیش خدمت ہیں:

خلیفۂ راشد علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

المهدی منا أهل البيت يصلحه الله فی ليلة (سنن ابن ماجه: ۴۱۵۱، مسند احمد ۱/۸۴ وصححه أحمد شاكر فی تعليقه والألبانی فی الصحيحة: ۲۳۷۱)

”یعنی مہدی میرے اہل بیت سے ہوں گے، اللہ تعالی ایک ہی رات میں ان کی اصلاح فرمادے گا۔“

یہاں پر ایک ہی رات میں اصلاح فرمانے کا شارحین نے دو مفہوم بتایا ہیں:

۱۔ اللہ تعالی انہیں ایک رات میں منصب خلافت کے لئے تیار کردے گا یعنی اسی رات میں ان کی قدر ومنزلت بلند کردے گا حتی کہ اسی رات تمام ارباب حل و عقد اور بااختیار حضرات ان کو خلیفہ تسلیم کرنے پر متفق ہوجائیں گے۔

۲۔ اللہ تعالی انہیں رشد وہدایت عطا فرمائے گا، انہیں توفیق سے نوازے گا اور ان کے اندر جو عیوب ونقائص ہوں گے انہیں زائل فرمادے گا۔

اول الذکر رائے کو ملا علی قاری اور ثانی الذکر کو حافظ ابن کثیر رحمہما اللہ نے اختیار کیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: الاحتجاج بالأثر علی من أنكر المهدی المنتظر للشيخ حمود التويجری ص: ۲۶۳)

اسی طرح ان پر مزید رب کریم کا لطف وکرم اور فیضان یہ بھی ہوگا جیسا کہ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت میں ہے وہ فرماتی ہیں کہ ایک رات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سوتے وقت اپنے جسم اطہر کو خلاف معمول کچھ حرکت دی،

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

جب آپ بیدار ہوئے تو میں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! آپ نے آج نیند کے دوران اپنے جسم کو کچھ ایسی حرکت دی ہے کہ پہلے کبھی آپ نے ایسے نہیں کیا تو آپ نے فرمایا:

أتعجب أن أناسا من أمتي يؤمون البيت لرجل من قريش قدلجأبالبيت حتى إذاكانوابالبيداء خسف بهم.

”تعجب ہے کہ کچھ لوگ قریش کے ایک آدمی پر حملہ کی نیت سے بیت اللہ کا رخ کریں گے کیونکہ وہ شخص بیت اللہ میں پناہ گزیں ہوگا اور جب وہ لوگ (ذوالحلیفہ کے) چٹیل میدان میں پہنچیں گے تو زمین میں دھنسا دیے جائیں گے۔“

ہم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! راستے میں کچھ مسافر لوگ بھی ہوتے ہیں آخران کا کیا قصور ہے؟ آپ نے فرمایا:

نعم فيهم المستبصر والمجبور وابن السبيل يهلكون مهلكاًواحداويصدرون مصادر شتى يبعثهم الله على نيّاتهم .

”بات صحیح ہے کہ ان میں جان بوجھ کو شریک ہونے والے، بعض مجبور اور مسافر لوگ بھی ہوں گے، ہلاک تو سبھی ہو جائیں گے لیکن آخرت کے دن اللہ تعالی سب کو ان کی اپنی اپنی نیت کے حساب سے اٹھائے گا۔“ (صحیح بخاری: ۲۱۱۸ و صحیح مسلم: ۲۸۸۴)

اس حدیث کو امام ابوداود نے باب المہدی کے تحت ذکر کیا ہے اور شمس الحق عظیم آبادی، عبدالرحمٰن مبارکپوری، علامہ طیبی اور ابن حجر ہیثمی نے اسے امام مہدی کا واقعہ قرار دیا ہے۔ (عون المعبود ۱۱/۳۸۰-۳۸۱، تحفۃ الاحوذی ۶/۴۱۷، الزوجر ۱/۲۰۴)

اور صحیح مسلم (۲۸۸۳) میں ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی روایت کے الفاظ ہیں:

سيعوذ بهذاالبيت يعني الكعبة قوم ليست لهم منعة ولاعدد ولاعدة يبعث إليهم جيش حتى إذا كانوابيداء من الأرض خسف بهم

”یعنی ایک قوم خانۂ کعبہ کی پناہ لے گی جو حیثیت، تعداد اور ساز و سامان ہر لحاظ سے بڑی کمزور ہوگی ان پر حملہ کرنے کے لئے ایک لشکر روانہ ہوگا وہ جب ایک چٹیل میدان (ذوالحلیفہ) میں پہنچے گا تو زمین میں دھنسا دیا جائے گا۔“

۵۔ خانۂ کعبہ میں امام مہدی کی بیعت:

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

يبايع لرجل بين الركن والمقام ولن يستحل البيت إلا أهله فإذااستحلوه فلايسأل عن هلكة العرب ثم تأتي الحبشة فيخربونه خرابا لايعمربعده أبداً وهم الذين يستخرجون كنزه. (مسند احمد ۲/۲۹۱، احمد شاکر نے تعلیق المسند اور شیخ البانی نے الصحیحة: ۵۷۹ میں اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔)

”ایک شخص کے لئے حجر اسود اور مقام ابراہیم کے درمیان بیعت لی جائے گی اور خانۂ کعبہ کو اہل کعبہ ہی حلال سمجھیں گے اور جب حلال سمجھ لیں گے تو پھر عربوں کی ہلاکت و بربادی کے بارے میں نہ پوچھا جائے، پھر اہل حبشہ آئیں گے اور اسے اس قدر تباہ و برباد کر دیں گے کہ اس کے بعد وہ آباد نہیں ہو سکے گا، یہی لوگ اس کے خزانہ کو نکالیں گے۔“

اس کو علامہ ہیثمی نے مجمع الزوائد (۳/۲۹۸) میں باب المہدی اور شیخ احمد عبدالرحمٰن البنا نے ترتیب مسند ابی داود الطیالسی (۲/۲۱۶) میں باب ماجاء في بيعة المهدی کے تحت ذکر کیا ہے۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ بیعت قرب قیامت کے موقع پر ہوگی، جس سے یہ اندازہ کرنا مشکل نہیں کہ یہ پیشین گوئی امام مہدی ہی پر صادق آتی ہے اور بجا طور پر یہ بات کہی جا سکتی ہے کہ اللہ تعالی امام مہدی کی حکومت کے استحکام کے لئے یہ خصوصی عنایت فرمائے گا اور چونکہ ہنوز یہ چیز پیشین گوئی کے مطابق پیش نہیں

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

آئی ہے لہذا اس سے مراد مہدی ہی ہو سکتے ہیں۔واللہ اعلم۔

۶۔امام مہدی کی اقتدا میں عیسی علیہ السلام کی ادائیگی صلاۃ:

شریعت مطہرہ کا ایک امتیازی وصف یہ بھی ہے کہ اس کے اندر فاضل کے پیچھے مفضول اور مفضول کے پیچھے فاضل کا صلاۃ ادا کرنا معیوب نہیں ہے،چنانچہ امام الانبیاء محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ ابوبکر اور عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہما کی اقتدا میں صلاۃ ادا کی ہے اسی طرح قرب قیامت عیسی علیہ السلام ایک غیر معصوم امتی امام مہدی کی اقتدا میں صلاۃ ادا فرمائیں گے،ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

كيف أنتم إذا نزل ابن مريم فيكم وإمامكم منكم (صحيح بخارى: ۳۴۴۹ وصحيح مسلم: ۱۵۵)

"اس وقت تمہارا کیا حال ہوگا جب عیسی ابن مریم نزول فرمائیں گے اور امام تم میں سے ہوگا۔"

اور صحیح مسلم (۱۵۶) میں جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے:

لا تزال طائفة من أمتي يقاتلون على الحق ظاهرين إلى يوم القيامة قال: فينزل عيسى ابن مريم صلى الله عليه وسلم فيقول أميرهم: تعال صل لنا. فيقول: لا، إن بعضكم على بعض أمراء تكرمة الله هذه الأمة.

"میری امت کی ایک جماعت ہمیشہ حق پر جہاد کرتی اور قیامت تک غالب رہے گی پھر عیسی ابن مریم نازل ہوں گے تو اس جماعت کا امیر انہیں کہے گا کہ آئیں ہمیں صلاۃ کی امامت فرمائیں تو کہیں گے: نہیں اللہ تعالی نے اس امت کی عزت افزائی کرتے ہوئے بعض کو بعض کا امیر بنایا ہے۔"

جابر رضی اللہ عنہ کی یہی روایت مسند حارث بن اسامہ میں تھوڑی وضاحت

کے ساتھ اس طرح ہے:

ينزل عيسى بن مريم فيقول أميرهم المهدي: تعال صل بنا فيقول: لا، إن بعضكم أمير بعض تكرمة الله لهذه الأمة.

"عیسی علیہ السلام نزول فرمائیں گے تو مسلمانوں کے امیر مہدی کہیں گے: آئیں ہماری صلاۃ کی امامت فرمائیں،تو وہ کہیں گے،نہیں تم لوگ آپس میں ایک دوسرے کے امیر ہو،یہ اللہ کی طرف سے اس امت کا اعزاز واکرام ہے۔" (اس حدیث کو ذکر کرنے کے بعد امام ابن القیم نے المنار المنیف ص ۱۴۷ میں اس کی سند کو جید اور ڈاکٹر عبدالعلیم بستوی نے المہدی المنتظر ص ۱۸۲ میں صحیح قرار دیا ہے۔)

شیخ البانی فرماتے ہیں کہ یہ مہدی محمد بن عبداللہ علیہ السلام ہیں جن کا ذکر بہت ساری صحیح،حسن اور ضعیف احادیث میں آیا ہے (مختصر صحیح مسلم للمنذری ص ۳۰۹ تحت رقم: ۲۰۶۱)

حاصل کلام یہ ہے کہ امام مہدی ایک عادل،نیک،مؤثر،غیر معصوم اور بارعب فرمانروا ہوں گے جو ظلم وجور اور فساد وبگاڑ سے بھری دنیا کو چند سالوں کے اندر اللہ کی توفیق سے امن وسکون،چین وراحت،خوشحالی اور کشادگی رزق کا گہوارہ بنادیں گے۔

باب چہارم: امت پر اہل بیت کے حقوق

اہل سنت وجماعت کا مسلک دین کے تمام ابواب میں افراط وتفریط کے مابین عدل وانصاف پر قائم ہے،چنانچہ وہ خانوادۂ رسول کی خصوصیات کے پیش نظر نصوص کتاب وسنت میں وارد حقوق کا انہیں مکمل طور پر اہل سمجھتے ہیں اور امت پر ان کی ادائیگی کو لازم وضروری قرار دیتے ہیں،ذیل میں ان کے چند حقوق کا تذکرہ کیا جارہا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فصل اول: حق محبت وولایت:

اللہ اوراس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کو دنیا ومافیہا کی محبوب سے محبوب ترشے پرفائق رکھناایک مومن کے ایمان کالازمی جزو ہےاورمحبت رسول کا تقاضا ہے کہ آپ کے تمام قرابت داروں اوراہل بیت سے محبت کوضروری سمجھیں اوران کا احترام واکرام کریں نیز ان کی بابت غدیرخم کے موقع پرآپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وصیت **أذكركم الله في أهل بيتي.** (صحیح مسلم:۲۴۰۸)(میں تمہیں اپنے اہل بیت کے تعلق سے اللہ کی یاددلاتاہوں۔)کوبروئے کارلائیں اوراسی طرح جب عباس رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت کی کہ بعض قریشی بنوہاشم کی تنقیص کرتے ہیں توعباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کومخاطب کرتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جوکچھ فرمایااسے ہمیشہ ہمیش پیش نظررکھیں:

لايدخل قلب امرئ إيمان حتى يحبكم لله ولقرابتي

(مسندأحمد ۱۷۸۰ وصححه أحمد شاكر)

"کسی شخص کے دل میں ایمان اسی صورت میں جگہ پاسکتاہے جب وہ تم (اہل بیت) سے اللہ اورمیری قرابت داری کی وجہ سے محبت کرے۔"

امام طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جوشخص اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم اورآپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج کے بارے میں پراگندگی سے پاک بھلی بات کہےاورآپ کی مقدس آل واولاد کےسلسلہ میں گندگی وغلاظت سے پاک بات کہےوہ نفاق سے پاک ہے۔(شرح العقيدة الطحاوية لابن أبي العز ۴۹۰-۴۹۱)

امام ابوبکرالآجری رقمطراز ہیں:

ہرمومن مردوعورت پررسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت بنوہاشم یعنی علی

بن أبي طالب رضی اللہ عنہ اوران کی آل اولاد، فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا اوران کی آل اولاد، حسن وحسین رضی اللہ عنہما اوران کی آل اولاد، جعفرطیار رضی اللہ عنہ اوران کی آل اولاد، حمزہ رضی اللہ عنہ اوران کی آل اولاداورعباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ اوران کی آل اولاد کی محبت واجب ہے۔ یہ سب کے سب اہل بیتِ رسول اللہ ہیں، ان سب کی محبت مسلمانوں پرواجب ہے، ان کا احترام واکرام، ان کو برداشت کرنا، ان کی مدارات، ان کی باتوں پرصبرکرنااوران کے لئے دعاکرنا واجب ہے۔(كتاب الشريعة ۵/۲۲۷۶ تحت باب ذكر إيجاب حب بني هاشم أهل بيت النبي صلى الله عليه وسلم على جميع المؤمنين)

یہی وجہ ہے کہ سیدنا ابوبکرصدیق رضی اللہ عنہ فرماتے تھے:

والذي نفسي بيده لقرابة رسول الله أحب إلي أن أصل من قرابتي(صحيح بخاري: ۴۲۴۱،وصحيح مسلم: ۱۷۵۹)

"اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، میرے نزدیک اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے قرابت داروں کے ساتھ صلہ رحمی کرنامیرے اپنے قرابت داروں کے ساتھ صلہ رحمی کرنے سے زیادہ محبوب وپسندیدہ ہے۔"

علامہ عبدالرحمٰن بن ناصرالسعدی فرماتے ہیں کہ اہل بیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کئی وجوہ سے واجب ہے، جن میں سے چندوجوہ یہ ہیں:

۱۔ان کے اسلام، فضل اورسابقیت کی وجہ سے۔

۲۔اس وجہ سے کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے قربت اوران سے نسبی رشتے کی وجہ سے ممتاز ومنفرد ہیں۔

۳۔اس لئے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا کرنے پرابھارااوراس کی ترغیب دی ہے۔(التنبيهات اللطيفة ص ۹۴)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

چونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قرابت داروں میں مومن وکافر، نیک وبد، سنی ورافضی وغیرہ ہرطرح کے لوگ رہے ہیں، اس لئے اہل سنت وجماعت اہل بیت سے ولایت ومحبت کے لئے دوشرطیں ذکر کرتے ہیں:

۱۔وہ مومن ہوں اورسیدھے راستے پر گامزن ہوں ورنہ وہ محبت وتعظیم اوراکرام وولایت کے مستحق نہ ہوں گے خواہ رشتہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ابوطالب وابولہب ہی کیوں نہ ہوں۔

۲۔صحیح ودرست سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پر گامزن ہوں، بدعات وخرافات اورخواہشات نفس کے پیرو نہ ہوں مثلا رافضی سادات،خوارج اوراہل بدعت وغیرہ۔

شیخ صالح فوزان حفظہ اللہ اہل بیت سے محبت وولایت کے تئیں ان شرطوں کا تذکرہ کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

وہ سنت نبوی کے متبع ہوں اورصحیح طریقہ پر اپنے اسلاف کے مانند قائم ہوں جیسے عباس رضی اللہ عنہ اوران کی اولاد اسی طرح علی رضی اللہ عنہ اوران کی اولاد قائم تھے مگر جس نے سنت کی مخالفت کی اورصحیح دین سے روگردانی کی تو اس سے محبت درست نہیں چاہے وہ اہل بیت ہی سے ہو۔(شرح العقیدۃ الواسطیۃ ص ۱۹۴)

فصل دوم: حق دفاع اورغلو وجفا کی بنیاد پر اہل بیت کی جانب منسوب تہمتوں کا ازالہ:

کسی بھی خانوادہ پر سب وشتم تہمت تراشی اوردشنام طرازی درحقیقت اس خانوادہ کی ہتک عزت، گستاخی اورایذا رسانی ہے۔ چنانچہ سید السادات رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت وتوقیر اورآپ کا احترام ہرمومن کے ایمان کا جز لاینفک ہے۔اسی طرح آپ کی کردارکشی کی صورت میں پوری بساط بھرآپ کا دفاع کرنا، آپ پر ایمان لانے کا بنیادی عنصر ہے۔لہذا اگر یہی ناروا سلوک اہل بیت کے

ساتھ ہوتو حتی المقدور ان اتہامات کا دنداں شکن جواب دینا اوران کے ازالہ کے لئے پوری طاقت صرف کرنے کی ذمہ داری بھی امت پر عائد ہوتی ہے۔اس لئے کہ اہل بیت کا جوبھی مقام ومرتبہ ہے وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مرہون منت ہے اوربے جا ان پر الزام تراشی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کومورد الزام ٹھہرانے کے مترادف ہے۔چنانچہ علماء اہل سنت وجماعت خصوصا شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے منہاج السنۃ میں اوردیگر علماء نے عقیدہ کی کتابوں میں اہل بیت کے لئے باعث تکلیف اوراذیت ناک امور کا دفاع کیا ہے خواہ روافض کی غلو آمیز باتیں ہوں یانواصب کی تفریط وجفا کا شاخسانہ۔زین العابدین علی بن الحسین رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

إن اليهود أحبوا عزيرا حتى قالوا فيه ما قالوا فلا عزير منهم ولا هم من عزير وإن النصارى أحبوا عيسى حتى قالوا فيه ما قالوا فلا عيسى منهم ولا هم من عيسى وإنا على سنة من ذلك ،إن قوما من شيعتنا سيحبونا حتى يقولوا فينا ماقالت اليهود في عزير وماقالت النصارى في عيسى بن مريم فلاهم منا ولانحن منهم. (رجال الكشي ص ۱۱۱)

’’یہود نے عزیر کی محبت میں حد سے تجاوز کیا اوران کی شان میں وہ باتیں کہیں جو نازیبا تھیں چنانچہ عزیر کا ان سے کوئی رشتہ رہا اورنہ ان کا عزیر سے کوئی تعلق تھا اوراسی طرح عیسائیوں نے عیسی علیہ السلام کی محبت میں غلو کی روش اختیار کرتے ہوئے وہ باتیں کہیں جوان کے شایان شان نہ تھیں، چنانچہ عیسائیوں کا عیسی علیہ السلام سے اورعیسی علیہ السلام کا ان سے کوئی واسطہ نہ رہا اورہم (اہل بیت) بھی اسی راہ کے راہی ہیں، ہمارے انصار وبہی خواہان کی ایک جماعت عنقریب ہم سے ایسی ہی محبت کرے گی اورہماری بابت وہ باتیں کہے گی جو یہود نے عزیر علیہ السلام اورنصاری نے عیسی علیہ السلام کے بارے میں کہی ہیں۔لہذا ان کا ہم سے اورہماران سے کوئی واسطہ نہیں ہے۔‘‘

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فصل سوم: اہل بیت کے حق میں دعا کی مشروعیت:

جس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر متعدد مقامات پر خصوصیت کے ساتھ صلاۃ و سلام کا حکم امت کو دیا گیا ہے ان میں بعض صیغوں میں اہل بیت کی بھی صراحت موجود ہے۔ مثلا اذان کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر صلاۃ وسلام کے ساتھ اور تشہد میں کہ جس کے بغیر صلاۃ ہی مکمل نہیں ہوتی۔ چنانچہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے صلاۃ وسلام کی کیفیت سے متعلق دریافت کیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہو:

اللهم صلّ على محمد وعلى آل محمد كماصليت على إبراهيم وبارك على محمد وعلى آل محمد كما باركت على إبراهيم في العالمين، إنك حميد مجيد. (صحيح مسلم: ٤٠٥)

اور امام ابن القیم رحمہ اللہ نے صلاۃ وسلام پر اپنی مستقل تصنیف ''**جلاء الأفهام في فضل الصلاة والسلام على محمد خير الأنام**'' کے اندر پورے شرح وبسط کے ساتھ یہ وضاحت کیا ہے کہ علماء امت کا یہ اجماعی مسئلہ ہے کہ جمہور امت پر صلاۃ وسلام بھیجنا اہل بیت کا خاص حق ہے۔ (جلاء الأفهام ١/ ٢٢٤)

البتہ یہاں یہ وضاحت بھی ضروری ہے کہ بہت سارے لوگ صلاۃ وسلام کے موقع سے ''آل'' کا اضافہ نہیں کرتے اور صلاۃ وسلام سے متعلق روایتوں میں اس کا تذکرہ بھی نہیں ہے۔ اسی طرح قرآن کریم میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر صلاۃ وسلام کے حکم سے متعلق آیتوں میں بھی ''آل'' کا اضافہ نہیں ہے، لہذا اکمل واحسن طریقہ یہ ہے کہ آل کا بھی تذکرہ کرے اور اگر کوئی نہیں بھی کرتا ہے تو کوئی حرج بھی نہیں ہے۔ البتہ منصوص صیغہ کے ورد کی صورت میں قطع وبرید جائز نہ ہوگا۔

فصل چہارم: مال غنیمت اور مال فے میں اہل بیت کے پانچویں حصہ کی تعیین:

جیسا کہ اللہ تعالی کے اس فرمان میں ہے:

وَاعْلَمُوا أَنَّمَا غَنِمْتُم مِّن شَيْءٍ فَأَنَّ لِلَّهِ خُمُسَهُ وَلِلرَّسُولِ وَلِذِي الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسَاكِينِ وَابْنِ السَّبِيلِ (الأنفال: ٤١)

''جان لو کہ تم جس قسم کی جو کچھ غنیمت حاصل کرو اس میں سے پانچواں حصہ تو اللہ کا ہے اور رسول کا اور قرابت داروں کا اور یتیموں اور مسکینوں کا اور مسافروں کا ہے۔''

مَا أَفَاءَ اللَّهُ عَلَىٰ رَسُولِهِ مِنْ أَهْلِ الْقُرَىٰ فَلِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ وَلِذِي الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسَاكِينِ وَابْنِ السَّبِيلِ (الحشر: ٧)

''بستی والوں کا جو (مال) اللہ تعالی تمہارے لڑے بھڑے بغیر اپنے رسول کے ہاتھ لگا دے وہ اللہ کا ہے اور رسول کا اور قرابت والوں کا اور یتیموں، مسکینوں کا اور مسافروں کا ہے۔''

اور سنت سے ثابت ہے جیسا کہ عبدالرحمن بن ابی لیلی کہتے ہیں کہ میں نے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے خمس (کفار سے جنگ میں فتح کی صورت میں جو مال غنیمت مسلمانوں کو حاصل ہوتا ہے اس کا پانچواں حصہ) کی تقسیم کے لئے ذمہ دار منتخب کیا اور عہد رسالت، عہد صدیقی اور عہد فاروقی میں اس پر میں کاربند رہا، چنانچہ ایک دفعہ مال آیا تو آپ نے مجھے بلایا اور کہا کہ اسے لے لو تو میں نے کہا کہ مجھے اس کی خواہش نہیں ہے پھر آپ نے فرمایا: لے لو اس لئے کہ تم اس کے زیادہ حقدار ہو تو میں نے کہا کہ ہم اس سے بے نیاز ہیں، چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے بیت المال میں شامل کر دیا۔ (سنن أبی داود: ٢٩٨٣ والأحكام الصغرى، لعبدالحق الإشبيلي: ٥٨٣ والمحلى لابن حزم ٧/ ٣٢٩) اس روایت کو امام عبدالحق اشبیلی اور احمد شاکر نے صحیح اور شیخ البانی رحمہ اللہ نے ضعیف کہا ہے، وجہ ضعف یہ ہے کہ بعض سندوں میں حسین بن میمون ہیں اور ان کے حفظ کے سلسلہ میں بعض علماء نے کلام کیا ہے۔ جب کہ بعض سندوں میں ایک دوسرے راوی عیسی بن میمون ہیں جن کے سلسلہ میں حافظ ابن حجر نے ''صدوق سيئ الحفظ'' کہا ہے اور مجموعی طور پر دیکھا جائے تو روایت قابل احتجاج ہے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جیسا کہ امام ابوداؤد کا سکوت جو عام طور پر حدیث کی حجت پر دلالت کرتا ہے،اس حدیث کو بھی حاصل ہے۔)

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اہل بیت کے حقوق کی پاسداری ضروری ہے کیونکہ اللہ تعالی نے ان کے لئے خمس اور فے میں حصہ رکھا ہے اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر صلاۃ وسلام کے ساتھ ان پر بھی صلاۃ وسلام کا حکم دیا ہے۔(الفتاوی ۳/۴۰۷)

فصل پنجم: عرب وعجم کے تمام انساب سے زیادہ اہل بیت کے نسب کی افضلیت کا یقین واعتقاد:

ہر امتی پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ علمی، عملی اور اعتقادی ہر ناحیہ سے اہل بیت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے تئیں یہ یقین جازم رکھے کہ آپ کا حسب ونسب تمام عجم ہی میں نہیں بلکہ عرب کے تمام قبائل اور خانوادوں میں سب سے زیادہ اہمیت کا حامل اور عز وشرف کے اعلی مقام پر فائز ہے جیسا کہ واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

إن الله اصطفى كنانة من ولد إسماعيل واصطفى قريشا من كنانة واصطفى من قريش بني هاشم و اصطفاني من بني هاشم(صحيح مسلم:۲۲۷۶)

”اللہ رب العالمین نے اولاد اسماعیل سے کنانہ کو منتخب فرمایا اور قبیلہ قریش کا انتخاب کنانہ سے کیا،اسی طرح بنو ہاشم کو قریش سے منتخب فرما کر کے مجھے بنو ہاشم سے پسند فرمایا۔“

فصل ششم: اہل بیت کے لئے زکاۃ وصدقات کی حرمت:

روئے زمین پر جو خانوادہ اشرف ترین ہو آخر اس کے شایان شان لوگوں کا

میل کچیل کیسے ہوسکتا ہے؟۔ظاہر سی بات ہے کہ ان کے لئے وہی اشیاء موزوں ہونی چاہئیں جو ان کی رفعت شان اور علو منزلت کی آئینہ دار ہوں۔ ہر خاص وعام میں ان کی سربلندی کے اسباب فراہم اور سب کے یہاں یکساں محبوب ومعزز ہوں، یہی وجہ ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

إن هذه الصدقات إنما هي أوساخ الناس وإنما لاتحل لمحمد ولا لآل محمد(صحيح مسلم:۱۰۷۲)

”یہ صدقات وخیرات لوگوں کے میل کچیل ہیں جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اہل بیت کے لئے حلال نہیں ہیں۔“

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ قمطراز ہیں:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اہل بیت پر صدقہ کی حرمت درحقیقت ان کی تطہیر وتنزیہ کو پائے تکمیل تک پہنچانے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ہر ممکنہ تہمت کے ازالہ کے پیش نظر ہے جس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کو میراث کا حقدار نہیں ٹھہرایا، چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ورثاء درہم ودینار کے وارث نہ ہوسکے۔(فتاوی ابن تیمیۃ ۱۹/ ۳۰)

یہ تھے وہ چند حقوق جو اہل بیت کے تئیں امت مسلمہ پر عائد ہوتے ہیں،ہر مسلمان کو چاہئے کہ محبت رسول کے تقاضے کے تحت انہیں عملی جامہ پہنائے اور ان کے ذریعہ رب کی خوشنودی کا مستحق قرار پائے۔اللہ رب العالمین سے دعا ہے کہ الہ العالمین ہمیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان سے سچی محبت کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ان کے سلسلہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ کو اختیار کرنے کا عادی بنائے۔آمین۔

اللهم أرنا الحق حقا وارزقنا اتباعه وأرنا الباطل باطلا وارزقنا اجتنابه.

☆☆☆

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

خاتمہ:

مذکورہ بالا گفتگو سے اہل بیت کا صحیح اسلامی تصور،ان کے فضائل ومناقب اوران کے حقوق کی اہمیت واضح ہوئی نیز اس بات کی بھی وضاحت ہوئی کہ اہل سنت وجماعت کس قدر شرعی حدود میں رہتے ہوئے دین کے تمام ابواب کی طرح اس باب میں بھی افراط وتفریط کی ڈگر سے دور حق اورعدل کی راہ پر مضبوطی کے ساتھ قائم ودائم ہیں۔

امت کے اوائل اہل بیت وصحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے مابین عداوت ودشمنی کے بجائے عقیدت ومحبت ،قدردانی وقدرشناسی، کرم فرمائی واحسان مندی اورقرابت داری کے ایسے انوکھے وگہرے مراسم تھے کہ بعد کے ادوار میں جن کی نظیر ملنا ناممکن ہی نہیں بلکہ محال ہے۔اس کے علاوہ روافض کے یہاں اہل بیت کا تصور اورخود روافض سے متعلق انہی کے اہل بیت کے نظریہ کی وضاحت کی گئی تاکہ جھوٹے دعووں کی قلعی بآسانی کھل سکے۔

اسی طرح یہ بھی واضح ہوا کہ حقیقی معنوں میں اہل بیت بنوہاشم ہیں اورتمام ہاشمی خواہ وہ علوی (علی رضی اللہ عنہ کی فاطمہ یاان کے علاوہ سے اولاد ہوں) فاطمی ،جعفری،عقیلی یاعباسی ہوں سب کے سب اہل بیت کے زمرہ میں آتے ہیں اورآپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات اورموالی وغلام یہ اصالۃً نہیں بلکہ تبعا اہل بیت میں شمار ہوتے ہیں البتہ حقوق میں سب کے سب یکساں ہیں،ان میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ کوئی معصوم نہیں ہے ،ایمان وتقوی کی بنیاد پر درجہ بندی ہوگی،سب کے سب بشر ہیں اورالٰہی خصوصیات سے مبرا ہیں،ان میں مومن وکافر،نیک وبد،سنت کے پیرواور بدعتی ہرطرح کے ہیں اورآخری زمانہ میں قیامت کی بڑی نشانیوں کے نمودار ہونے سے پہلے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحیح اورواضح فرامین کے مطابق اہل بیت کے چشم وچراغ امام مہدی کا ظہور ہوگا جو صحیح احادیث میں وارد خصائص کے حامل ہوں گے۔

☆☆☆

مؤلف چند سطور میں

نام: ثناراحمد بن محمد مستقیم بن عبدالرزاق سنابلی، مدنی

تاریخ ومقام ولادت: ۱۹۸۳/۱۲/۳۱ء بمقام گورابھاری، بلرام پور، یوپی۔انڈیا۔

تعلیم:

عالمیت: جامعہ اسلامیہ سنابل، نئی دہلی۔	۲۰۰۱ء
فضیلت: جامعہ اسلامیہ سنابل، نئی دہلی۔	۲۰۰۳ء
بی۔اے: جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ، سعودی عرب	۲۰۰۹ء
ایم۔اے: جامعہ ملیہ اسلامیہ، نئی دہلی۔	۲۰۱۱ء

دعوتی وتدریسی خدمات:

★ تدریس صفا شریعت کالج، ڈومریا گنج، سدھارتھ نگر، یوپی ۲۰۰۴ء تا ۲۰۰۵ء تقریباً دوسال۔

★ تدریس جامعہ اسلامیہ سنابل، نئی دہلی۔۲۰۰۹ء تاحال۔

★ وقتاً فوقتاً خطبات جمعہ اور دہلی کی مختلف مساجد اور دعوتی مراکز میں دروس ومحاضرات کا اہتمام۔

★ ابوالکلام آزاد اسلامک اویکننگ سنٹر، نئی دہلی کے آرگن ماہنامہ ''التبیان'' کے لئے مستقل کالم کے تحت دینی وتحقیقی مضامین نویسی ۲۰۱۰ء تاحال۔

★ جامعہ اسلامیہ سنابل، نئی دہلی میں عمادت کی ذمہ داری ۲۰۱۳ء تاحال۔

بعض تالیفات:

★ حالت قیام میں مصلی ہاتھ کہاں رکھے؟	(مطبوع)
★ اہل بیت–فضائل وحقوق	(مطبوع)
★ فتنۂ انکار حدیث تاریخ کے آئینہ میں	(غیر مطبوع)
★ آیت الکرسی اور دلائل توحید	(غیر مطبوع)
★ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عائلی زندگی	(غیر مطبوع)
★ الحدیث المقلوب	(غیر مطبوع)